در کفے جامِ شریعت، در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

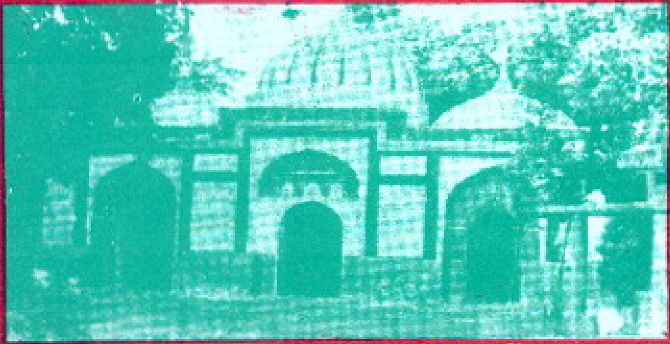

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ یادگار حضرت ابو البرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

رجسٹرڈ نمبر پی ۲۶۹

پندرہ روزہ

الحسن پشاور

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

مہتمم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

شمارہ نمبر ۲۰۸-۲۰۹ — جلد نمبر ۱۸

۱۶ جون تا ۱۵ جولائی ۲۰۰۱ء — ربیع الاول، ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کر کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ نمبر
۱	شذرہ	اقبال ریاض	۲
۲	منقبت	محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری	۵
۳	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیر اعلیٰ	۶
۴	منقبت	السید غلام معین الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ	۸
۵	ملفوظاتِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	مرتبہ: غلام دستگیر	۹
۶	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	ڈاکٹر خالد عباس الاسدی	۳۹
۷	حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور اتحاد بین المسلمین	غلام سرور رانا	۴۰
۸	مجاہد ملت مولانا عبد الستار نیازی	اقبال ریاض	۴۴
۹	استفتاء (تقلید کی شرعی حیثیت)	مفتی خلیل الرحمٰن قادری	۴۶
۱۰	پشاور میں جشن میلاد کی محافل	رپورٹ: سید محمد انور شاہ قادری	۵۸
۱۱	تبصرۂ کتب	علاؤ الدین عدیم	۶۳

شذرہ

معیشت کی بحالی اور امن و امان کی صورتحال

اقبال ریاض

چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے سیرت النبی کانفرنس میں اپنے صدارتی خطبہ میں فرقہ واریت اور دہشت گردی کے علاوہ عدل و انصاف اور معیشت کی بحالی کی طرف سب سے زیادہ زور دیا ہے اور کہا ہے کہ "معیشت کی بحالی کے بغیر محض فوجی طاقت ہی ملکی سلامتی اور استحکام کی ضامن نہیں بن سکتی ورنہ روس جیسی سپر پاور کو شکست و ریخت کا سامنا نہیں ہو سکتا تھا تاہم معیشت کی بحالی کے لئے امن و امان بنیادی شرط ہے"۔

جنرل پرویز مشرف نے اپنے خطاب میں کئی ایک دیگر اہم امور کا بھی ذکر کیا۔ انہوں نے رحمت للعالمین حضور نبی کریم ﷺ کے ان اصولوں کا بھی حوالہ دیا جن کو اپنانے اور ان پر عمل کرنے سے مسلمان دنیا کے ایک بڑے خطے پر چھا گئے تھے لیکن جوں ہی انہوں نے ان اصولوں سے روگردانی کی اور نفسا نفسی کا شکار ہوئے تو ذلیل و خوار ہو کر رہ گئے اور غیروں نے طاقت اور سازشوں کے ذریعہ ان میں انتشار پیدا کر کے انہیں اپنا دست نگر اور محتاج بنا لیا اور ان میں سے اکثر آج بھی اس ذلت آمیز صورت حال سے اپنا دامن نہیں چھڑا سکے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے ہمیں اتحاد اور یکجہتی کا درس دیا تھا لیکن ہم نے اسے بھلا دیا۔ اسلام میں کالے، گورے، حبشی، عربی، بربری اور عجمی وغیرہ کا کوئی امتیاز نہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والا ہر کوئی مسلمان ہے۔ لیکن ہم ذاتوں، فرقوں، قبیلوں اور نسلوں کے حصار میں بٹ کر ایک دوسرے سے بیگانگی کا اظہار کرنے لگے ہیں اور مسلک اور نظریہ کی بنیاد پر ایک دوسرے سے اختلاف ہی نہیں بلکہ دشمنی پر بھی اتر آئے ہیں جس کے نتیجہ میں ہمارا معاشرہ انتشار کا شکار ہو گیا ہے اور اسلام اور پاکستان کے دشمن اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ملک میں امن و امان کا فقدان ہے اور ہم

ذاتوں، نسلوں، فرقوں، مسلکوں اور نظریوں کی بناء پر ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے اور اسلام سے خارج کرنے میں مصروف ہوں تو ہم اپنی معیشت کو کس طرح مستحکم بنا سکتے ہیں اور کون ہمارے ہاں سرمایہ کاری کرنے کے لئے آمادہ ہو سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہمیں بغداد اور ہسپانیہ میں اسلامی حکومتوں کی تباہیوں اور المیوں کو فراموش نہیں کر دینا چاہئے جہاں مختلف فرقوں، نظریوں اور مسالک کے بارے میں بحث مباحثے اور ایک دوسرے کو قائل کرنے کی جنگ میں ہم نے اپنا سب کچھ گنوا دیا تھا۔

لہٰذا اشد ضرورت اس امر کی ہے کہ علماء کرام اور مذہبی رہنماؤں کے علاوہ سیاستدان بھی اس صورت حال کی طرف توجہ دیں اور موجودہ فوجی حکمران بھی اس معاملہ میں اپنا فرض ادا کریں اور ایسے اقدامات عمل میں لائے جائیں جن سے ایک طرف تو عوام کے مسائل اور مشکلات کا ازالہ ممکن ہو سکے تو دوسری طرف امن وامان کو بھی تقویت حاصل ہو سکے۔ جبکہ یہ حقیقت ہے کہ ملک میں امن وامان نہیں ہو گا تو ملکی حالات کو بہتر بنانے کی کوئی صورت کامیاب نہیں ہو سکے گی۔

مولوی جی کی اہلیہ محترمہ کی وفات
ایک ناقابل فراموش صدمہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ موت کا ایک دن معین ہے اور ہر ذی روح نے ایک دن موت کا مزا ضرور چکھنا ہے، بقول شاعر

بھانویں جیوے کوئی لکھ برساں اوڑک اک دن مرنا

چنانچہ پچھلے دنوں حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی کی رفیقہ حیات بھی اس فانی دنیا سے کوچ کر گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ محترمہ کی وفات کی خبر نے محض ان کے اپنوں کو ہی نہیں بلکہ پشاور کے ہر شعبہ

زندگی کے لوگوں اور ہزاروں عقید تمندوں کو سوگوار کر دیا۔ مرحومہ محترمہ بڑی نیک خاتون تھیں جو دین اللہ سے زبردست لگاؤ کے علاوہ سماجی خدمت کا بھی جذبہ رکھتی تھیں۔ وہ ایک ماں بھی تھیں، وہ ماں جس کے پیروں تلے جنت ہے۔ ان کی جدائی اور وفات کی خبر سنتے ہی ہزاروں عقید تمندوں اور دیگر ہر خطے اور علاقے کے لوگ امڈے چلے آئے اور ان کے جنازہ کو جس میں سینکڑوں عوامی شخصیتیں سیاسی رہنما اور اعلیٰ افسر بھی شامل تھے، ایک تاریخی حیثیت عطا کر دی۔

مرحومہ محترمہ خاندانِ سادات کی ایک قابل احترام خاتون کی حیثیت سے حضرت مولانا سید محمد امیر شاہ گیلانی کے دوش بدوش دین اللہ کی خدمت میں مصروف رہیں۔ نیکی، رواداری، ہمدردی اور خدا ترسی کا جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ قرآن پاک کی تلاوت ان کا معمول تھا، خود پڑھتیں، اوروں کو بھی پڑھاتیں اور اکثر اوقات یادِ الٰہی میں محو رہا کرتی تھیں۔ مرحومہ کا یہی وہ نیک عمل تھا جس نے انہیں بڑی عزت عطا کر رکھی تھی۔ ان کی وفات ایسے وقت میں ہوئی جب شدید گرمی نے ماحول کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا لیکن اچانک ہی آسمان پر بادل گھر آئے، بارش کے چھینٹے پڑے اور موسم مکمل طور پر خوشگوار ہو گیا۔

"جمعیت سادات صوبہ سرحد" نے صوبائی صدر آغا سید لیاقت علی شاہ گیلانی کی صدارت میں اپنے تعزیتی اجلاس میں مولانا سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی کی اہلیہ محترمہ کی وفات پر اظہار تعزیت کیا ہے اور رب کریم سے دعا کی ہے کہ وہ مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ بخشے اور قابل احترام مولوی جی، ان کے صاحبزادوں اور خاندان کے دیگر سب افراد کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

گلہائے عقیدت بحضور

غوثِ اعظم سید شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شاعرِ بے نظیر محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری

سال ولادت: ۴۷۱ھ بہ الفاظ "کمال فقر" (۴۷۱)

سال وصال: ۵۶۲ھ بہ الفاظ "عزوجاہ عشق" (۵۶۲)

مزار شریف: بغداد شریف اعداد حساب ابجد (۱۶۰۱)

بہ الفاظ دیگر "مطلع فضیلت اسلام" (۱۶۰۱)

"منہاج عظمت محمد" (۱۶۰۱)

کلیم طور عرفاں، شاہ باز اوج روحانی
زعیم فقر، مخدوم جہاں، محبوب سبحانی

وجود پاک تیرا، اے محی الدین جیلانی
وقارِ بوم ہستی، افتخارِ نوع انسانی

رخ پُر نور تیرا مطلع انوار ربانی
دل بیدار تیرا مخزن اسرار رحمانی

فروغ دین احمد کے لئے اے غوث صمدانی
تیرا کردار تاریخی، تیری خدمات لافانی

ہوئی سر سبز کشتِ دین، جب تو نے دیا پانی
بہت ہی دل شکن تھی ورنہ اس کی خانہ ویرانی

ترے نقش قدم سے شاہراہ وقت روشن ہے
پہنچ جاتے ہیں راہی منزل حق پر بہ آسانی

مقام فقر کی عظمت ہے ظاہر تیری شوکت سے
تیری چوکھٹ پہ رکھی ہے جہانداروں نے پیشانی

ترے در سے ملی قطرے کو اور ناچیز ذرے کو
سمندر کی ہمہ گیری، مہ و انجم کی تابانی

مثال آسماں سایہ فگن تیرے مریدوں پر
تیری بیکس نوازی، مہربانی، لطف سامانی

بہ عجز و صدق، یہ نذر عقیدت پیش خدمت ہے
نہ زعم شعر گوئی ہے، نہ پندار سخن دانی

وہ سلطانِ ولایت، تاجدارِ فقر ہیں طارقؔ
زمانے میں نہیں کوئی شہِ بغداد کا ثانی

گزشتہ سے پیوستہ

تفسیر القرآن الحسنیہ

مدیر اعلیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۠ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۟ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ (۲۴۳) وَ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (۲۴۴) مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَ يَبْصُطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (۲۴۵)

ترجمہ: کیا نہیں دیکھا آپ نے (اے محبوب ﷺ) ان لوگوں کو جو اپنی بستیوں سے موت کے ڈر کی وجہ سے نکلے اور وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے پس اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے انہیں فرمایا مر جاؤ پھر انہیں زندہ کیا بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر صاحبِ فضل ہے لیکن اکثر لوگ اس کا شکریہ ادا نہیں کرتے (۲۴۳) اور اللہ کے راستے میں قتل کرو اور جان لو یہ کہ اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے (۲۴۴) کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دیتا ہے؟ پس اللہ تعالیٰ اس کے لئے (قرض) کو دو چند کرتا ہے (بلکہ) دو چند سے بھی بہت زیادہ اور اللہ تعالیٰ تنگدست بھی کرتا ہے اور فراخ دست بھی کرتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (۲۴۵)

تفسیر: جس طرح مسلمانوں کو اللہ جل جلالہ نے ازدواجی زندگی میں مفصل احکام عطا فرمائے اور ان پر شریعتِ مطہرہ کے مطابق عمل کرنے کی دعوت دی اور ان کے ہر پہلو کو روشن فرمایا اسی طرح اس مقام پر جہاد کرنے کا حکم دیا تاکہ دنیوی معاملات میں لوگ مصروف رہ کر جہاد سے غافل نہ ہو جائیں اور بتایا کہ موت ایک ہی مرتبہ آتی ہے۔ جس جگہ اور جس وقت انسان کی موت آنی ہوتی ہے وہ وہیں مرتا ہے اور موت سے انسان کا بھاگنا اور چھپنا نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا جہاد کے لئے ہر وقت تیار رہو اور جہاد کے مصارف کے لئے خرچ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہی تمہیں اس کا صلہ عطا فرمائے گا۔

مسلمانوں کی تسلی و تشفی کے لئے بنی اسرائیل کا ایک واقعہ یاد کرایا جاتا ہے جس میں اللہ جل جلالہ نے اپنے پیارے محبوب سرورِ کائنات سید الانس والجان ﷺ کو یاد دلایا کہ اے محبوب! کیا آپ

نے ملاحظہ نہیں فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل کی جماعت جو ہزاروں کی تعداد میں تھی موت کے خوف کی وجہ سے اپنی بستیوں سے بھاگ نکلے تو اللہ جل جلالہ نے ان سب پر ایک وقت میں موت طاری فرما دی اور پھر کافی زمانہ کے بعد حزقیل پیغمبر کی دعا پر پھر ان کو زندگی عطا فرمادی اور اللہ تعالیٰ کا اظہار ان الفاظ بینہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انتہائی فضلِ عظیم کا مالک ہے جس نے تمہیں مرنے کے بعد زندگی عطا فرمائی تاکہ تم اس کا شکریہ ادا کر سکو، وہ اللہ تعالیٰ اس قدرتِ کاملہ عظیم کا مالک ہے کہ زندگی بھی دے اور موت بھی دے۔ لہٰذا تمہیں ہر وقت اس کی راہ میں جہاد کے لئے تیار رہنا چاہئے فرمایا کہ صرف اور صرف رضائے الٰہی کے لئے جہاد کرو، لڑو، قتال کرو اور جان لو اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے، کسی قسم کا ریا، عجب، دکھاوا نہیں ہونا چاہئے۔ مال و دولت کی لالچ نہ ہو، ہوس دنیا نہیں ہونی چاہئے مگر صرف اور صرف اعلائے کلمۃ اللہ اور اس کے دین کے غلبہ کے لئے جہاد ہونا چاہئے اور اُس اللہ تبارک و تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

جہاد کے اسباب کی تیاری غلبہ اسلام اور مسلمانوں کی امداد کے لئے جو کچھ کہ تم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نیک نیتی کے ساتھ خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے دو چند عطا فرمائے گا بلکہ دو چند سے بھی کئی گنا زیادہ عطا کرے گا۔ احادیث مبارکہ میں اس کی بہت فضیلتیں بیان ہوئی ہیں:

ایک مرتبہ حضرت ابو الدحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کو پکڑا اور عرض کی میرے کھجوروں کے دو باغ ہیں اور میں دونوں رضائے الٰہی کے لئے پیش کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک باغ اللہ کے لئے اور دوسرا اپنے بال بچوں کے لئے رکھو۔ چنانچہ ابو الدحداح نے عرض کیا کہ میرا سب سے اچھا باغ جو کھجور کے چھ سو درختوں پر مشتمل ہے اور پھل سے بھرا ہوا وہ میں نے اللہ کے راستہ میں دیا اور آپ اس بات کے گواہ رہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کھجوروں سے لبریز بے شمار درخت اور کشادہ محلات کس قدر ابو الدحداح کے لئے تیار ہیں (یعنی جنت میں) ۱۔ اور یہ جو کچھ عنایت و بخشش ہے سب توفیق الٰہی سے ہے۔ اللہ جل جلالہ جس کے لئے چاہے تنگی کرے اور جس کو چاہے فراخی عطا فرمائے اور قیامت کو اسی ذات ذوالجلال کے حضور میں پیش ہونا ہے اور عمل کے ذرے ذرے کا حساب و کتاب ہونا ہے۔ (جاری ہے)

۱۔ (حوالہ الجامع لاحکام القرآن معروف بہ تفسیر قرطبی، لابی عبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی جزء ثالث، صفحہ ۲۳۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

منقبت

زبدۃ العارفین حضرت سید غلام معین الدین شاہ

المعروف لالہ جی رحمۃ اللہ علیہ (گولڑہ شریف)

شاہِ جیلاں کا اک گدا ہوں میں
دونوں عالم سے ماورا ہوں میں

اے مبارک وہ بے خودی جس میں
تیری چوکھٹ کو چومتا ہوں میں

ہائے ان کی وہ پیاری پیاری شکل
یاد کر کر کے رو رہا ہوں میں

دستگیری کرو شہ جیلاں
اب تو قدموں میں آ پڑا ہوں میں

حور و غلماں سے کیا غرض مجھ کو
چاہنے والا آپ کا ہوں میں

چشم کم سے نہ دیکھ اے زاہد!
مظہر ذات کبریا ہوں میں

خود بھی مشتاق میں نہیں سمجھا
کون سے ساز کی صدا ہوں میں

ملفوظات

سلطانِ اولیاء، غوثِ اعظم، محبوبِ سبحانی، شہبازِ لامکانی، قندیلِ نورانی ابو محمد محی الدین

سید شیخ عبدالقادر جیلانی

بغدادی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ، ماخوذ از "الفتح الربانی" (اردو ترجمہ فیوض یزدانی)

مرتبہ: غلام دستگیر

نزولِ تقدیر کے وقت حق تعالیٰ شانہ پر اعتراض کرنا موت ہے دین کی، موت ہے توحید کی، موت ہے توکل واخلاص کی۔ ایمان وایقان لفظ "کیوں" اور "کس طرح" کو نہیں جانتا وہ نہیں جانتا کہ "بلکہ" "کیا ہے۔ اس کا قول تو "ہاں" ہے (کہ حکم تقدیری کی موافقت کرتا ہے اور چون وچرا کے ساتھ رائے زنی نہیں کرتا) نفس کی عادت یہی ہے کہ مخالفت اور نزاع کرے۔ پس جو شخص اس کی درستی چاہے وہ اس کو اتنا مجاہدہ میں ڈالے کہ اس کے شر سے بے خطر بن جائے۔ نفس تو شر ہی شر ہے مگر جب مجاہدہ میں پڑتا اور مطمئنہ بن جاتا ہے تو خیر ہی خیر ہو جاتا ہے اور تمام طاعتوں کے بجالانے اور معصیتوں کے چھوڑ دینے میں موافقت کرنے لگتا ہے۔ پس اس وقت ارشاد ہوتا ہے کہ "اے اطمینان والے نفس لوٹ اپنے رب کی طرف کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش"۔ اب اس کا جوش بھی صحیح اور اس کا شر بھی اس سے زائل ہو جاتا ہے اور مخلوقات میں سے کسی شے کے ساتھ بھی وہ لگاؤ نہیں رکھتا اور اس کا نسب اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ صحیح بن جاتا ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے نفس سے باہر نکل گئے اور بلا خواہش نفس باقی رہ گئے اور آپ کا قلب صاحبِ سکون تھا (نارِ نمرودی میں گرنے کے وقت) آپ کے پاس طرح طرح کی مخلوقات آئیں اور انہوں نے آپ کی مدد کرنے کے لئے اپنے اپنے نفسوں کو پیش کیا اور آپ فرما رہے تھے کہ "مجھے تمہاری مدد درکار نہیں ہے وہ میرے حال سے واقف ہے اور اس لئے مجھے سوال کی بھی حاجت نہیں"۔ جب شانِ تسلیم وتوکل صحیح ہوئی تو آگ سے کہہ دیا گیا کہ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی والی ابراہیم پر۔ جو شخص حق تعالیٰ کے ساتھ اس کی قدر پر راضی بن کر صبر اختیار کرتا ہے اس کے لئے دنیا میں خدا کی بے شمار مدد ہے اور آخرت میں بے شمار نعمت۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صبر کرنے والوں کو ان کا پورا اجر بے شمار دیا جائے گا۔ اللہ پاک سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ اس کی نظر کے سامنے ہے جو کچھ بھی برداشت کرنے والے اس کی وجہ سے برداشت کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ایک ساعت کے لئے صبر کرو کہ برسہا برس اس کے لطف وانعام کو دیکھتے رہو گے۔ ایک ساعت کا صبر ہی تو شجاعت ہے۔ بیشک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے، مدد کرنے اور کامیاب بنانے میں اس کے ساتھ باستقبال رہو اور اس کے لئے بیدار ہو جاؤ اور اس سے غافل مت ہوؤ، اپنے بیدار ہونے کو موت کے بعد کے لئے نہ چھوڑو کہ اس وقت بیدار ہونا تم کو مفید نہ

ہو گا۔ اس کے لئے بیدار ہو اس سے ملنے سے قبل بیدار ہو، اپنے غیر اختیاری بیدار ہونے سے قبل ورنہ پشیمان ہو گے، ایسے وقت کہ پشیمانی تم کو مفید نہ ہو گی اور اپنے قلوب کی اصلاح کر لو کیونکہ قلوب ہی ایسی چیز ہیں کہ جب وہ سنور جاتے ہیں تو سارے حالات سنور جاتے ہیں اور اسی لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "ابن آدم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے کہ جب وہ سنور جاتا ہے تو اس کی توجہ سے سارا بدن سنور جاتا ہے اور جب وہی بگڑ جاتا ہے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے اور وہ قلب ہے"۔ قلب کا سنورنا پرہیز گاری، حق تعالیٰ پر توکل اس کی توحید اور اعمال میں اخلاص پیدا کرنے سے ہے اور اس کا بگڑنا ان خصلتوں کے معدوم ہونے سے۔ قلب گویا پرندہ ہے بدن کے پنجرہ میں، گویا موتی ہے ڈبہ میں، گویا مال ہے صندوق میں پس اعتبار پرندہ کا ہے پنجرہ کا نہیں ہے، اعتبار موتی کا ہے ڈبہ کا نہیں ہے اور مال کا ہے صندوق کا نہیں۔ اے میرے اللہ ہمارے اعضاء کو اپنی طاعت میں اور قلوب کو اپنی معرفت میں مشغول فرما اور مدت العمر ساری رات اور سارے دن اسی میں مشغول رکھ اور ہم کو شامل فرما نیکو کار اسلاف کے ساتھ اور ہم کو نصیب فرما جو ان کو نصیب فرمایا تھا اور ہمارا ہو جا جیسا ان کا ہو گیا تھا۔

صاحبو! اللہ کے ہو جاؤ جیسا کہ نیک بندے اس کے ہو گئے تھے یہاں تک کہ اللہ تمہارا ہو جائے گا جیسا کہ ان کا ہو گیا تھا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ حق تعالیٰ تمہارا ہو جائے تو اس کی اطاعت اور اس کے ساتھ صبر کرنے اور اس کے افعال پر جو تمہارے اور دوسروں کے اندر صادر ہوں راضی ہونے میں مشغول ہو جاؤ۔ وہ لوگ زاہد بنے تھے دنیا میں اور جو کچھ اپنا مقسوم انہوں نے لیا تھا تقویٰ اور پرہیز گاری کے ہاتھ سے لیا تھا۔ پھر وہ طالبِ آخرت بنے اور جو اس کے کام تھے وہ انہوں نے کئے کہ اپنے نفسوں کا کہنا نہ مانا اور اپنے رب عزوجل کی اطاعت کی اول اپنے آپ کو نصیحت کی اور اس کے بعد دوسروں کے ناصح بنے۔

صاحبزادہ! اول اپنے نفس کو نصیحت کر اس کے بعد دوسرے کے نفس کو نصیحت کیجو۔ خاص اپنے نفس کی اصلاح اپنے ذمہ لازم سمجھ اور جب تک تیرے اندر کچھ بھی اصلاح کی ضرورت باقی رہے دوسروں کی طرف مت جھک۔ تجھ پر افسوس ہے کہ خود ڈوب رہا ہے پھر دوسرے کو کیونکر بچا پائے گا؟ تو خود اندھا ہے دوسرے کا ہاتھ کس طرح تھامے گا۔ لوگوں کا ہاتھ وہی پکڑتا ہے جو سوانکھا ہو اور ان کو

دریا سے وہی نکال سکتا ہے جو خوب تیرنا جانتا ہو۔ اللہ تعالیٰ تک لوگوں کو وہی پہنچا سکتا ہے جو اس کی معرفت حاصل کر چکا ہو اور جو خود ہی اس سے جاہل ہے وہ کیونکر اس کا راستہ بتا سکتا ہے۔ اگر تو اس کو محبوب سمجھتا خاص اس کے لئے عمل کرتا ہے اور صرف اسی سے ڈرتا ہے نہ کسی دوسرے سے تو اللہ کے تصرفات میں کلام مت کر۔ یہ مضمون قلب سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ زبان کی بک بک سے اور یہ خلوت میں ہوتا ہے نہ کہ جلوت میں جبکہ توحید گھر کے دروازے پر ہو اور شرک گھر کے اندر تو یہی نفاق ہے۔ افسوس تجھ پر کہ تیری زبان تقویٰ پکارتی اور تیرا دل فاجر بن رہا ہے، تیری زبان شکر کرتی ہے اور تیرا قلب اعتراض کر رہا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم! میری طرف سے تو خیر تیری جانب اترتی ہے اور تیری طرف سے شر میری جانب چڑھتا ہے، افسوس تجھ پر تو دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ کا بندہ ہے اور طاعت کرتا ہے اس کے ماسوا کی۔ اگر تو واقعی اس کا بندہ ہوتا تو اسی کے لئے عداوت کرتا اور اسی کے لئے محبت، سچا مومن اپنے نفس، اپنے شیطان اور اپنی خواہش کی پیروی نہیں کیا کرتا۔ وہ شیطان کو جانتا ہی نہیں، اس کی اطاعت تو کیا کرے گا وہ دنیا کی پرواہ ہی نہیں کرتا اس کے سامنے ذلیل تو کیا ہو گا بلکہ وہ تو دنیا کو خود ذلیل سمجھتا اور آخرت کا طالب بنتا ہے اور جب آخرت حاصل ہو جاتی ہے تو اس کو بھی چھوڑ دیتا ہے اور اپنے مولیٰ عزوجل سے متصل ہو جاتا ہے کہ اپنے تمام اوقات میں خالص اسی کی عبادت کرتا رہتا ہے۔ وہ اللہ عزوجل کا ارشاد سن چکا ہے کہ لوگوں کو نہیں حکم دیا گیا مگر اسی کا کہ وہ اللہ کی عبادت کیا کریں۔ اسی کے لئے عبادت کو خالص بنا کر اور یک جہت ہو کر مخلوق کو خدا کے ساتھ شریک کرنا چھوڑ دے اور حق تعالیٰ عزوجل کو یکتا سمجھ۔ وہی تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے اور اسی کے ہاتھ میں تمام اشیاء۔ اے غیر اللہ سے کسی چیز کے مانگنے والے! تو بے وقوف ہے، کیا کوئی ایسی بھی چیز ہے جو اللہ کے خزانوں میں نہ ہو؟ اللہ عزوجل فرماتا ہے کوئی چیز بھی نہیں مگر ہمارے پاس ہیں اس کے خزانے۔

صاحبزادہ! صبر کا تکیہ رکھ، موافقت کا پٹکا باندھ کر کشائش کے انتظار میں عبادت کرتا ہوا تقدیر کے پرنالہ کے نیچے سو، جب تو ایسا ہو جائے گا تو مالک تقدیر اپنے فضل وانعام تجھ پر اتنے برسائے گا جن کی طلب اور تمنا بھی تو اچھی طرح نہ کر سکتا۔

صاحبو! تقدیر کی موافقت کرو اور عبدالقادر کی بات مانو جو تقدیر کی موافقت میں کوشاں ہے۔

تقدیر کے ساتھ میری موافقت ہی نے مجھ کو قادر کی طرف آگے بڑھایا۔ صاحبو! آؤ ہم سب اللہ عزو جل اور اس کے فعل اور تقدیر کے سامنے جھکیں اور اپنے ظاہری و باطنی سروں کو جھکادیں۔ تقدیر کی موافقت کریں اور اس کے ہمرکاب بن کر چلیں اس لئے کہ وہ بادشاہ کی بھیجی ہوئی ہے۔ ہمیں اس کے بھیجنے والے کی وجہ سے اس کی عزت کرنی چاہئے پس جب ہم اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں گے تو وہ ہم کو اپنے ساتھ اٹھا کر قادر تک لے جائے گی اور اس جگہ ولایت اللہ سچے ہی کی ہے۔ اس کے دریائے علم سے پینا اور اس کے خوان فضل سے کھانا اور اس کے انس سے مانوس ہونا اور اس کی رحمت میں چھپنا تجھ کو مبارک و خوشگوار ہوگا۔ یہ ایک ایک بات لاکھوں میں فرد ہے، تمام کنبوں اور قبیلوں میں سے گویا ایک ہے۔

صاحبزادہ! تقویٰ کو ضروری سمجھ۔ شریعت کی حدود کو اپنے اوپر لازم کر۔ نفس اور خواہش اور شیطان اور بد ہم نشینوں کی مخالفت کا پابند ہو۔ ایمان والا بندہ ہمیشہ ان کے ساتھ جہاد میں رہتا ہے کہ نہ اس کے سر سے خود ہٹتا ہے نہ اس کی تلوار نیام میں جاتی ہے اور نہ اس کے گھوڑے کی پیٹھ اس کی زین سے خالی ہوتی ہے، ان کا سونا اہل اللہ کی طرح غلبہ کی حالت میں ہوتا ہے، فاقہ ان کی خوراک ہے، ان کا کلام بضرورت ہوتا ہے۔ گونگا رہنا ان کی عادت ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں کہ تقدیر خداوندی ان کو بلواتی ہے، اللہ کا فعل ہی ان کو بلاتا اور ان کے لبوں کو حرکت دیتا ہے، ان کا بولنا دنیا میں ایسا ہے جیسے اعضاء کل کو قیامت کے دن بولیں گے کہ خدا ہی ان کو گویائی عطا فرمائے گا جو ہر بولنے والے کو گویائی بخشتا ہے، وہی ان کو بھی گویائی عطا فرماتا ہے جیسا کہ پتھر کو گویائی دیدیتا ہے۔ ان کے لئے بولنے کے سبب مہیا فرمادیتا ہے پس وہ بولنے لگتے ہیں۔ جب ان سے کوئی کام لینا چاہتا ہے تو ان کو اس کے لئے تیار کردیتا ہے۔ اس نے چاہا کہ مخلوق کو بشارت و تہدید کی تبلیغ ہو تاکہ ان پر حجت قائم ہوسکے تو انبیاء و مرسلین کو گویائی عطا فرمائی۔ پھر جب ان کو اپنے پاس بلالیا تو علماء کو جو ان کے علم پر عامل تھے کھڑا کردیا پس ان کی طرف سے نیابۃً وہ باتیں پہنچانے کو جو مخلوق کے لئے مفید ہیں ان کو گویائی بخشتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علماء وارث ہیں انبیاء کے۔

صاحبو! اللہ عزوجل کا شکر کرو اس کے انعامات پر اور ان کو اسی طرف سے سمجھو کیونکہ وہ فرماتا ہے جو کچھ بھی نعمت تمہارے شامل حال ہے وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے اے خدا کی نعمتوں میں

کروٹیں لینے والو! تمہاری شکر گزاری کہاں گئی؟ اے وہ شخص جو اس کی نعمتوں کو غیر کی طرف سے سمجھتا ہے (تجھے کیا ہو گیا) کبھی تو اس کی نعمتوں کو تم غیر کی طرف سے سمجھتے ہو اور کبھی اپنے آپ کو ان کا مستحق سمجھ کر اس کے منتظر رہتے ہو جو تمہارے پاس نہیں ہے اور کبھی ان نعمتوں سے اس کی معصیتوں پر اعانت حاصل کرنے لگتے ہو۔

صاحبزادہ! تجھ کو خلوت میں ایسے تقویٰ کی حاجت ہے جو تجھ کو معصیتوں اور لغزشوں سے باہر نکالے اور ایسے مراقبہ کی ضرورت ہے جو تجھ کو حق تعالیٰ کا تیری طرف نظر رکھنا تجھ کو یاد دلاتا رہے، تو حاجتمند ہے کہ تیری خلوت میں یہ حالت تیری ساتھی ہو اس کے بعد تجھ کو حاجت ہے نفس اور خواہش اور شیطان کے ساتھ جنگ کرنے کی۔ عام لوگوں کی بربادی لغزشوں سے ہے اور زاہدوں کی تباہی خواہشات نفس سے اور ابدال کی ہلاکت خلوتوں میں خطرات سے اور صدیقین کی بربادی اِدھر اُدھر توجہ کرنے سے کہ ان کا شغل صرف اپنے قلوب کی حفاظت میں رہنا ہے اس لئے کہ وہ شاہی آستانے پر سونے والے ہیں۔ وہ دعوت کے مقام پر کھڑے ہونے والے ہیں کہ مخلوق کو اللہ عزوجل کی معرفت کی طرف بلائیں وہ ہمیشہ قلوب کو پکارتے اور کہتے ہیں کہ اے قلوب، اے ارواح، اے انسان، اے جن، اے بادشاہ، کے طلب گارو! چلو شاہی دروازہ کی طرف لپکو، اس کی جانب اپنے قلوب کے قدموں سے اپنے تقویٰ اور توحید اور معرفت اور بار فعت ورع کے اور دنیا و آخرت اور ماسوی اللہ میں بے توجہی و زہد کے قدموں سے، یہ ہے ان لوگوں کا شغل ان کی ہمتیں مخلوق کی اصلاح میں مصروف ہیں ان کی ہمتیں عرش سے لے کر ثریٰ تک آسمان و زمین کو شامل ہیں۔

صاحبزادہ! نفس اور خواہش کو اپنے سے دور کر۔ ان مقدس لوگوں کے قدموں کے نیچے کی زمین ہو جا، ان لوگوں کے سامنے خاک بن جا (خدا تجھ میں حیات ڈال دے گا کیونکہ) حق تعالیٰ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے۔ ابراہیم علیہ السلام کو پیدا فرمایا ان کے والدین سے جو مردہ تھے بوجہ کفر کے، مومن تو زندہ ہے اور کافر مردہ۔ صاحب توحید زندہ ہے اور مشرک مردہ اور اسی لئے حق تعالیٰ نے اپنے ایک کلام میں ارشاد فرمایا ہے کہ سب سے پہلا شخص جو میری مخلوق میں مردہ ہوا وہ ابلیس ہے یعنی اس نے میری معصیت کی پس نافرمانی کے سبب مردہ بن گیا۔ یہ

آخری زمانہ ہے کہ نفاق کا بازار اور جھوٹ کا بازار گرم ہے۔ مت بیٹھو منافقوں جھوٹوں اور دجالوں کے ساتھ۔ افسوس ہے تجھ پر تیرا نفس منافق ہے، جھوٹا ہے، کافر ہے، فاجر ہے، مشرک ہے تو اس کے ساتھ کس طرح بیٹھتا ہے؟ اس کی مخالفت کر اس کی موافقت مت کر، اس کو قید کر اس کو آزاد مت چھوڑ، اس کو جیل میں بند کر اور اس کا حق جس کا ادا کرنا ضرور ہے اس کو پہنچاتا رہ۔ اس کو مجاہدوں سے کوٹ اور جس کا نام خواہش ہے اس پر سوار ہو جا اور اس کو چھوڑے مت کہ وہ تجھ پر سوار ہو جائے گی اور طبیعت کا ساتھ مت دے کیونکہ وہ نا سمجھ چھوٹے بچے کی مثل ہے تو پھر طفل صغیر سے کس طرح پڑھتا اور قبول کرتا ہے؟ اب رہا شیطان وہ تو دشمن ہے تیرا، اور دشمن ہے تیرے باپ آدم علیہ السلام کا پھر اس سے تو کیونکر مانوس ہوتا ہے اور اس کی بات مانتا ہے حالانکہ تیرے اور اس کے درمیان خون اور پرانی عداوت ہے تو اس سے نڈر مت ہو کہ وہ قاتل ہے تیرے باپ (آدم علیہ السلام) اور تیری ماں (حوا علیہا السلام) کا پس جب تجھ پر قابو پائے گا تجھ کو بھی قتل کر دے گا جیسا کہ ان کو قتل کیا تھا۔ تقویٰ کو اپنا ہتھیار بنا اور اللہ عزوجل کی توحید کو اس کے مراقبہ کو خلوتوں میں۔ پرہیز گار رہنے کو سچائی کو اور اللہ عزوجل سے مدد چاہنے کو اپنا لشکر بنا پس یہی ہتھیار اور یہی لشکر ہے جو اس کو ہزیمت اور شکست دے گا اور اس کے لشکر کو توڑ دے گا جبکہ حق تیرا ساتھی ہے تو اس کو شکست کیوں نہ دے سکے گا؟

صاحبزادہ! دنیا اور آخرت کو ملا اور دونوں کو ایک جگہ رکھ دے اور بلا دنیا و آخرت کے اپنے قلب کے اعتبار سے بالکل خالی ہو کر صرف اپنے مولیٰ عزوجل کا ہو رہ اور ماسوا سے خالی ہوئے بغیر اس کی طرف متوجہ نہ ہو اور خالق سے جدا ہو کر مخلوق کے ساتھ مقید مت بن۔ ان اسباب کو قطع کر دے اور ان ارباب کو جنہیں معبود بنا رکھا ہے نکال باہر کر۔ پس جب اس پر قدرت ہو جائے تب دنیا کو اپنے نفس کے لئے اختیار کر اور آخرت کو قلب کے لئے اور مولیٰ کو باطن کے لئے۔

صاحبزادہ! ساتھ نہ دے نفس کا اور نہ خواہش کا اور نہ دنیا کا اور نہ آخرت کا، نہ پیچھے پڑ ما سوئی اللہ کے پس ایسا خزانہ پائے گا جو کبھی فنا نہ ہوگا اور حق تعالیٰ کی طرف سے تیرے پاس وہ ہدایت آئے گی جس کے بعد گمراہی نہ ہوگی۔ توبہ کر اپنے گناہوں سے اور بھاگ اپنے مولا عزوجل کی طرف جب تو توبہ کرے تو چاہئے کہ تیرا ظاہر بھی توبہ کرے اور باطن بھی، توبہ حکومت کی کایا پلٹ ہے، معصیتوں

کے کپڑے اتار ڈال، خالص توبہ کر اللہ عزوجل سے حقیقی حیا کر کے، یہ قلوب کے اعمال ہیں۔ اعمال شریعت سے اعضاء کو پاک بنانے کے بعد قالب کا بھی ایک عمل ہے اور قلب کا بھی ایک عمل ہے۔ قلب جب اسباب اور مخلوقات کے تعلقات کے بیابانوں سے نکل جاتا ہے تو سبب کو چھوڑ کر خالق سبب کی طلب اور اللہ کی معرفت اور اللہ کے علم کے سمندر پر سوار ہوتا ہے۔ پھر جب اس سمندر کے وسط میں پہنچتا ہے تو اس وقت کہتا ہے کہ جس نے مجھے پیدا کیا وہی مجھ کو راستہ دکھائے گا۔ تب اس کو ہدایت ہوتی رہتی ہے ایک ساحل سے دوسرے ساحل کی طرف اور ایک جگہ سے دوسری جگہ کی جانب یہاں تک کہ راہِ مستقیم پر ٹھہرتا ہے اور پھر جب وہ اپنے رب کو یاد کرتا ہے تو اس کا راستہ روشن اور اس سے گرد و غبار دور ہوتا رہتا ہے۔ طالب حق بندہ کا قلب مسافتوں کو قطع کرتا اور سب کو اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے پھر جب کسی راستہ میں ہلاکت کا خوف کرتا ہے تو اس کا ایمان ظاہر ہوتا اور اس کو شجاع بناتا ہے پس وحشت اور خوف کے شعلے بجھ جاتے اور اس کے بدلہ انس اور قربت کی فرحت کا نور آجاتا ہے۔

صاحبزادہ! جب تجھ کو کوئی مرض لاحق ہو تو صبر کے ہاتھ سے اس کا استقبال کر اور سکون سے رہ یہاں تک کہ اس کی دوا آجائے پھر جب دوا آوے تو اس کا استقبال کر شکر کے ہاتھ سے کہ دنیا میں بھی تجھ کو عیش حاصل رہے گا۔ جہنم کا خوف مؤمنین کے کلیجے کاٹتا ان کے چہروں کو زرد اور دل کو محزون بناتا ہے اور جب یہ کیفیت قائم ہو جاتی ہے تو اللہ عزوجل ان کے قلوب پر اپنی رحمت اور لطف کا پانی چھڑکتا اور آخرت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ پس وہ وہاں کی جائے امن کو دیکھتے ہیں اور جب سکون پاتے ہیں اور کچھ مسرور ہوتے ہیں تو ان کے لئے جلال کا دروازہ کھول دیتا جو ان کے قلوب اور باطن کو کاٹ ڈالتا ہے اور ان کا خوف پہلے سے زیادہ سخت ہو جاتا ہے پھر جب یہ حالت کمال کو پہنچ جاتی ہے تو اب ان کے واسطے جمال کا دروازہ کھول دیتا ہے پس وہ ساکن بن جاتے اور بیدار ہو جاتے اور درجات میں جو اوپر تلے طبقات ہیں یکے بعد دیگرے قیام گزیں ہوتے ہیں۔

صاحبزادہ! تیرا فکر یہ نہ ہونا چاہئے کہ کیا کھائے گا، کیا پئے گا، کیا پہنے گا، کس سے نکاح کرے گا، کہاں آرام کرے گا اور کیا جمع کرے گا؟ یہ سب تو نفس اور طبیعت کا فکر ہے۔ پس کہاں ہے قلب اور باطن کا فکر یعنی حق تعالیٰ شانہ کی طلب؟ تیرا فکر وہی ہے جو تجھ کو مشغول و محزون بنائے۔ پس

مناسب ہے کہ تیرا فکر تیرا رب اور وہ چیز ہو جو رب کے پاس ہے۔ دنیا کا بدل بھی موجود ہے یعنی آخرت اور مخلوق کا بدل بھی موجود ہے یعنی خالق۔ پس اس دنیا میں جس چیز کو بھی تو چھوڑے گا عقبیٰ میں اس کا عوض اور اس سے بہتر بدل تیرے لئے پیدا کردے گا۔ یوں سمجھ کہ تیری عمر میں صرف یہی ایک دن باقی رہ گیا ہے۔ پس آخرت کے لئے تیار ہو اور ملک الموت کا نشانہ بن۔ دنیا لوگوں کی روٹی پکانے والی ہے اور آخرت ان کے آباد ہونے کا مقام ہے۔ پس جب حق تعالیٰ کی طرف سے غیرت آتی ہے تو ان کے اور آخرت کے درمیان حائل ہو جاتی ہے اور تکوین آخرت کے قائم مقام بن جاتی ہے۔ پس یہ لوگ نہ دنیا کے محتاج رہتے ہیں نہ آخرت کے، اے کذاب! تو نعمت کی حالت میں خدا کو محبوب سمجھتا ہے لیکن جب بلا آتی ہے تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے، گویا کہ اللہ عزوجل تیرا محبوب تھا ہی نہیں۔ بندہ تو آزمائش ہی کے وقت ظاہر ہوتا ہے پس جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلائیں آویں اور تو جما رہے تو بیشک تو محب ہے اور اگر تیری حالت میں تغیر آجائے تو جھوٹ کھل گیا اور پسلا دعویٰ محبت کا ٹوٹ گیا۔ ایک شخص جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ میں آپ کو محبوب سمجھتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ فقر کو چادر بنانے کے لئے تیار ہو جا، اور دوسرا شخص حضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا یا رسول اللہ میں اللہ عزوجل کو دوست سمجھتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "بلا کو چادر بنا لے" اللہ اور اس کے رسول کی محبت فقر اور بلا کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور اسی لئے ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ بلا و مصیبت ولایت پر تعینات کردی گئی ہے تاکہ ہر کوئی دعویٰ ولایت نہ کر سکے اگر ایسا نہ ہوتا تو ہر شخص اللہ کی محبت کا مدعی بن بیٹھتا۔ پس بلا اور فقر پر جمع رہنے کو خدا اور رسول ﷺ کی محبت کے لئے علامت بنا دیا گیا۔ اے ہمارے پروردگار عطا فرما ہم کو دنیا میں بھی خوبی اور آخرت میں بھی خوبی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

ریاکار کا صرف کپڑا صاف ہے مگر قلب نجس کہ زاہد بنتا ہے، مباح باتوں میں اور معاش سے کاہل بنتا (اور متوکل نام رکھ کر) دین کے ذریعہ سے کھاتا ہے (کہ لوگ بزرگ سمجھ کو خدمت کریں) اور پرہیز نہیں کرتا کسی چیز سے (کہ رشوت کا پیسہ ہو یا سود کا سب ہضم کرلیتا ہے) صریح حرام کھا رہا ہے۔ عوام پر اس کی حالت مخفی ہے مگر خواص پر مخفی نہیں۔ ان کا سارا زہد اور ساری اطاعت ظاہر ہی میں ہے، اس کا ظاہر آباد ہے اور باطن ویران۔ تجھ پر افسوس اللہ کی طاعت قلب سے ہوتی ہے قالب سے

نہیں، ان ساری چیزوں کا تعلق قلوب اور اسرار و معانی سے ہے۔ تو جس حال میں ہے اس سے برہنہ بن تاکہ میں تیرے لئے حق تعالیٰ سے وہ لباس حاصل کروں جو کبھی پرانا نہ ہوگا۔ تو کپڑے اتار یہاں تک کہ وہ خود ہی تجھ کو پہنائے، اللہ عزوجل کے حقوق کے متعلق اپنی کاہلی کے کپڑے اتار۔ مخلوق کے ساتھ قیام کرنے اور ان کو خدا کا شریک ٹھہرانے کے کپڑے اتار۔ شہوتوں، رعونتوں، خود ستائی، نفاق اور مخلوق کے نزدیک اپنے مقبول ہونے، ان کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور تجھ کو عطا دینے کی محبت و خواہش کے کپڑے اتار، دنیا کے کپڑے اتار اور آخرت کے کپڑے پہن۔ اپنی طاقت اور قدرت اور وجود سے باہر نکل اور حق عزوجل کے حضور میں بے قدرت و بے طاقت بن کر جا پڑ کہ نہ سبب پر نظر ہو اور نہ مخلوق میں سے کسی چیز کو (مختار سمجھ کر) اس کا شریک کرے۔ جب تو ایسا کرے گا تو دیکھے گا اس کی عنایتیں اپنے ارد گرد، تیرے پاس آئیں گی، اس کی رحمت تجھ کو اکٹھا کرے گی، اس کی نعمت اور احسان تجھ کو لباس پہنائے گا اور اپنے اندر چھپا لے گا۔ بھاگ اس کی طرف اس کا ہو رہ سب سے منقطع اور برہنہ ہو کر اپنے آپ سے بھی اور غیر سے بھی۔ چل اس کی طرف جدا ہو کر ماسوئی سے، چل اس کی طرف شکستہ اور صاحب فراق بن کر کہ وہ تجھ کو اکٹھا کر دے گا اور تیری ظاہری اور باطنی قوتوں کے جوڑ سارے مضبوط کر دے گا کہ سارے عالم ہند کر کے سب کا بوجھ بھی تجھ پر لاد دیا جائے گا، تو وہ تجھ کو نقصان نہ پہنچا سکے گا کیونکہ وہ خود تیری حفاظت فرمائے گا جس شخص نے مخلوق کو فنا کر دیا اپنی توحید کے ہاتھ سے (کہ حق تعالیٰ کے سوا کسی کو صاحب ارادہ و اختیار نہ سمجھا) اور جس نے فنا کر دیا دنیا کو اپنے زہد کے ہاتھ سے اور فنا کر دیا ماسوی اللہ کو رغبت خدا کے ہاتھ سے، پس اس نے صلاح و کامیابی کو جمع کر لیا اور دنیا و آخرت سے بہرہ یاب ہوا، اپنے مرنے سے پہلے اپنے نفسوں کے مارنے کو اور اپنی خواہشوں اور اپنے شیطانوں کے مارنے کو ضروری سمجھو، عام موت سے پہلے خاص موت کو لازم پکڑو۔

جناب رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ "میں اور میری امت کے پرہیزگار بندے تکلف سے بری ہیں" پرہیزگار بندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں تکلف نہیں برتا کیونکہ وہ اس کی طبیعت بن جاتی ہے۔ پس وہ اللہ کی عبادت کرتا ہے اپنے ظاہر سے بھی اور باطن سے بھی بلا تکلف اور جو منافق ہے وہ اپنی ساری حالتوں میں تکلف برتا ہے خصوصاً حق تعالیٰ کی عبادت میں کہ ظاہراً تکلف اس کو لاتا ہے اور باطناً اس کو چھوڑتا ہے۔ وہ قادر نہیں کہ داخل ہو سکے جہاں پرہیزگار بندے داخل

ہوئے۔ ہر محل کے لئے ایک جدا گفتگو ہے اور ہر کام کے لئے خاص مرد۔ لڑائی کے لئے خاص ہی آدمی پیدا کئے گئے ہیں۔

اے منافقو! اپنے نفاق سے توبہ کرو اور اپنے فرار سے واپس آؤ۔ کس طرح شیطان کو چھوڑتے ہو کہ وہ تم پر ہنسے اور اپنی جلن کی شفاء پائے، اگر تم نے نماز پڑھی روزہ رکھا تو مخلوق کے لئے نہ کہ خالق کے لئے اور اسی طرح صدقات وزکوۃ دی اور حج کیا تو مخلوق کے لئے (کہ لوگ حاجی وسخی سمجھیں) تم کام کرنے اور فضول مشقت اٹھانے والے ہو۔ عنقریب داخل ہو گے جلتی ہوئی آگ میں اگر توبہ ومعذرت نہ کی۔ اپنے اوپر لازم سمجھو اتباع کو ایجاد وبدعات کے بغیر۔ لازم پکڑو سلف صالحین کے مذہب کو، چلو راہِ مستقیم پر جس میں نہ تشبیہ ہو نہ تعطیل بلکہ اتباع ہو جناب رسول اللہ ﷺ کی سنت کا بلا تکلف بلا تصنع بلا تشدد اور لسانی وعقل کے تکے چلائے بغیر جس میں تمہارے پہلوں نے گنجائش سمجھی تم بھی گنجائش سمجھو۔ تجھ پر افسوس کہ حافظ قرآن بنتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا پھر حفظ کرتا کیوں ہے؟ لوگوں کو حکم دیتا ہے اور خود نہیں کرتا۔ دوسروں کو منع کرتا ہے مگر خود باز نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے غصہ دلانے والی بڑی بات اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ تم کہو ایسی بات جو خود نہ کرو۔ تم کیوں کہتے ہو جس کی خود مخالفت کرتے ہو، تم کو شرم نہیں آتی کیوں دعویٰ کرتے ہو ایمان کا حالانکہ ایمان نہیں لاتے؟ ایمان ہی تو ہے جو مقابلہ کرنے والا ہے آفتوں کا وہی تو جمانے والا ہے ہمارے بوجھ کے نیچے وہی پچھاڑنے والا ہے وہی لڑنے والا ہے۔ ایمان ہی وہ سخی ہے کہ جو کچھ دنیا اس کے پاس ہے سب لٹا دیتا ہے۔ مومن سخاوت کرتا اللہ واسطے اور منافق سخاوت کرتا ہے شیطان کے لئے اور نفسانی اغراض کے لئے۔ جس سے حق تعالیٰ کا دروازہ چھوٹا اور مخلوق کے دروازوں پر بیٹھا اور جس نے حق تعالیٰ کے راستہ کو ضائع کیا اور اس سے بھٹکا وہ مخلوق کے راستہ پر بیٹھا اور جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کی طرف سے مخلوق کے دروازے بند کر دیتا اور ان کی عطا کو اس سے روک دیتا ہے کہ اس طرح پر اس کو اپنی طرف پھیر لیتا، حوضوں سے ہٹا کر سمندر کے کنارے کھڑا کر دیتا ہے اور لاشئے محض سے نکال کر شے کی طرف لے آتا ہے۔ تجھ پر افسوس کہ موسم سرما میں حوضوں کے پاس اپنے بیٹھ جانے پر مسرور ہوتا ہے سو عنقریب گرمی آئے گی اور جو کچھ تیرے پاس پانی ہے اس

کو سکھادے گی پس تو وہیں مر رہے گا۔ ساحل سمندر پر آکہ گرمی میں اس کا پانی ختم نہیں ہوتا اور سرما میں زیادہ اور بکثرت ہو جاتا ہے اللہ عزوجل کی معیت حاصل کر کہ تونگر، باعزت، حاکم، سردار اور راہبر بن جائے۔ جو شخص اللہ عزوجل کو لے کر غنی بنا ہر چیز اس کی محتاج ہو گئی یہ چیز تزیّن و تمنا سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اس چیز سے حاصل ہوتی ہے جو سینوں میں قرار پاتی اور عملی حالت اس کو سچا کر دکھاتی ہے۔

اے منافقو! عنقریب تم دیکھو گے عذاب خداوندی دنیا اور آخرت میں، زمانہ حاملہ ہے جلد ہی تم کو نظر آجائے گا کہ اس سے کیا پیدا ہوتا ہے؟ میں حق تعالیٰ کے الٹنے پلٹنے والے ہاتھ میں ہوں، کبھی وہ مجھ کو پہاڑ بنا دیتا ہے اور کبھی ذرہ، کبھی وہ مجھ کو سمندر کر دیتا ہے اور کبھی قطرہ، کبھی وہ مجھ کو آفتاب بنا دیتا ہے اور کبھی چمک اور جھلک۔ مجھ کو پلٹتا رہتا ہے جیسے رات اور دن کو پلٹتا رہتا ہے، ہر دن وہ ایک شغل میں ہے بلکہ ہر لحظہ کیونکہ دن کا ذکر تمہارے اعتبار سے ہے اور لحظہ ہے دوسروں کے اعتبار سے۔

اے منافقو! آفتیں اور بلائیں تمہارے قلوب کے سروں پر (گھوم رہی) ہیں۔ اہل اللہ نے جب کبھی اپنے قلوب کی آنکھوں سے کسی چیز کو دیکھا (اور کسی چیز کی محبت دل میں محسوس ہوئی) تو فوراً اس کو خرچ کر دیا ہے۔ اس کی سلامتی اسی میں ہے حق تعالیٰ کی طرف سکون پاویں اس کے حضور میں پڑے رہیں، اس کی مخلوق کی طرف سے اندھے بنے رہیں اور اس پر اعتراض کرنے سے بچے رہیں۔ پس رات اور دن اولٹتے بدلتے اور مہینے اور سال ان پر گزرتے رہتے ہیں مگر وہ ایک حالت پر قائم ہیں کہ حق عزوجل کی معیت میں متغیر نہیں ہوتے۔ یہی اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ عقلمند ہیں، اگر تم ان کو دیکھو تو دیوانہ کہو اور اگر وہ تمہیں دیکھیں تو یوں کہیں کہ یہ لوگ روز جزا پر ایمان ہی نہیں لائے۔ ان کے قلوب غمگین اور حق تعالیٰ کے سامنے شکستہ ہیں، وہ ہمیشہ خائف و ترساں رہتے ہیں۔ جب حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کا پردہ ان کے قلوب کے لئے کھل جاتا ہے تو ان کا خوف اتنا بڑھ جاتا ہے کہ قریب ہے ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے اور جوڑ بند جدا جدا ہو جائیں۔ پس جب حق تعالیٰ ان کی یہ حالت دیکھتا ہے تو اپنی رحمت اور جمال اور لطف اور امید کے دروازے ان کے لئے کھول دیتا ہے۔ پس ان کی طبیعت ٹھہر جاتی ہے، میں پسند نہیں کرتا کہ بجز طالب آخرت اور طالب حق کے کسی کو دیکھو جو شخص

طالب ہے دنیا اور مخلوق اور نفس اور ہوئی کا مجھے اس کا کیا کرنا بجز اس کے کہ اس کا علاج پسند کرتا ہوں کہ وہ بیمار ہے اور بیمار پر صبر نہیں کر سکتا مگر طبیب۔ تجھ پر افسوس کہ اپنی حالت مجھ سے چھپاتا ہے حالانکہ وہ چھپ نہیں سکتی تو مجھ پر ظاہر کرتا ہے کہ تو آخرت کا طالب ہے حالانکہ تو طالب ہے دنیا کا، یہ ہوس جو تیرے دل میں ہے تیری پیشانی پر لکھی ہوئی ہے، تیرا راز اعلانیہ ہے جو دینار تیرے ہاتھ میں ہے وہ کھوٹا ہے جس میں سونا ایک دانگ وزن کا ہے اور باقی سب چاندی ہے، کھوٹا روپیہ میرے سامنے پیش نہ کر کہ میں نے اس جیسے بہتیرے دیکھے ہیں۔ اس کو میرے حوالہ کر اور مجھ کو اختیار دے کہ میں اس کو پگھلاؤں اور جتنا اس میں سونا ہے اس کو الگ کر کے باقی پھینک دوں کہ قلیل چیز جو عمدہ ہے وہ اس کثیر سے بہتر ہے جو ردی ہو۔ اپنے دینار پر مجھ کو اختیار دے کہ میں سکہ گر ہوں اور میرے پاس اس کا آلہ موجود ہے توبہ کر ریا اور نفاق سے اور اپنے نفس پر اس کا اقرار کرنے سے مت شرما کہ اکثر اخلاص والے پہلے منافق ہی تھے اور اسی لئے ایک بزرگ نے کہا ہے کہ اخلاص کی پہچان ریاکار ہی کو ہوتی ہے (پس اخلاص کے لئے اول ریاکار ہونا، اکثر یہ قاعدہ ہے) اور شاذ و نادر ہی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو شروع سے آخر تک مخلص ہوں۔ بچے شروع میں جھوٹ بھی بولتے ہیں اور مٹی اور نجاستوں سے کھیلتے بھی ہیں، اپنے آپ کو خطرناک جگہوں میں ڈالتے اور اپنے ماں باپ کی چوریاں بھی کرتے اور چغلیاں بھی کھایا کرتے ہیں۔ مگر جوں جوں عقل ان میں اثر کرتی ہے وہ ایک ایک بات کو چھوڑتے اور اپنے ماں باپ اور استادوں کا طریقہ اختیار کرتے جاتے ہیں۔ حق تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے وہ ادب سیکھتا ہے اور پہلی حالت چھوڑتا جاتا ہے اور جس کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتا ہے وہ اپنی پہلی حالت پر جیتا رہتا ہے پس دنیا اور آخرت دونوں میں برباد ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دوا اور بیماری دونوں پیدا کی ہیں معصیتیں بیماری ہیں اور طاعت دوا ہے، ظلم بیماری ہے اور عدل دوا ہے، خطا بیماری ہے اور صواب دوا ہے، حق تعالیٰ شانہ کی مخالفت بیماری ہے اور گناہوں کے نشہ سے توبہ کرنا دوا ہے۔ دوا کا پورا اثر تجھ کو اس وقت ہوگا جبکہ مخلوق کو اپنے قلب سے جدا کرے اور اپنے رب سے اس کو ملائے اور اس کی جانب چڑھ جائے کہ قلب آسمان میں ہو اور روح اور تیرا بدن زمین میں ہو۔ دل سے حق تعالیٰ کے ساتھ اس کے علم میں منفرد ہو اور حکم شرعی پر عمل کرنے میں مخلوق کا شریک کہ حکم کی کسی خصلت میں بھی ان کی مخالفت نہ کرے تاکہ ان کو اور حق تعالیٰ کو تجھ پر الزام کا موقع نہ ملے، اپنے

اندرون سے حق تعالیٰ کے ساتھ منفرد ہو اور اپنے بیرون سے مخلوق کے ساتھ۔ تو اپنے نفس کا سر اونچا اٹھا ہوا مت چھوڑ اگر اس پر سوار ہو گیا فبہا ورنہ وہ تجھ پر سوار ہو جائے گا۔ اگر تو نے اس کو پچھاڑ لیا تو بہتر ہے ورنہ وہ تجھ کو پچھاڑ لے گا۔ حق تعالیٰ کی جو طاعت تو چاہے اگر وہ اس میں تیرا کہنا مان لے فبہا ورنہ اس کو سزا دے بھوک پیاس ذلت برہنگی اور ایسی جگہ پر خلوت نشینی کے چابکوں کی جہاں مخلوق میں سے کوئی مونس نہ ہو، ان چابکوں کو اس سے مت ہٹا یہاں تک کہ وہ اطمینان حاصل کرلے اور ہر حال میں حق تعالیٰ کا فرمانبردار بن جائے۔ اس کے بعد جب وہ مطمئن ہو جائے تب بھی عتاب کو ترک مت کر کہ تو نے ایسا اور ایسا نہ کیا تھا پس اب ایسا کرے گا تو پھر وہی سزا ملے گی اس کو موافق بنالے یہاں تک کہ وہ ہمیشہ شکستہ رہے ان سب باتوں پر اگر تو اعانت چاہے تو بس اس وقت ہو سکتی ہے جبکہ تو اللہ کے مقصود اور اس کی موافقت اور معصیتوں کے چھوڑنے کا طالب ہو اور یہ کہ تیرا ظاہر و باطن یکساں ہو جائے کہ بن جائے سر تاپا موافقت جس میں مخالفت کا شائبہ بھی نہ ہو سر تاپا طاعت کہ نام معصیت نہ ہو سر تاپا شکر بلا کفران کے، سر تاپا یاد بلا نسیان کے اور سر تاپا غیر بلا کسی قسم کے شرک کے جب تک تیرے قلب میں اللہ کے سوا کوئی ایک بھی ہوگا اس کو ہرگز فلاح نصیب نہ ہوگی اگر تو اس کو ہزار سال بھی چنگاری پر سجدہ کرتا ہے درانحالیکہ تیرا قلب اس کے غیر کی طرف متوجہ ہو تو یہ تجھ کو کچھ بھی نفع نہ دے گا۔ اس کا کچھ نتیجہ نہیں جبکہ وہ اپنے مولیٰ کے سوا کسی کو محبوب سمجھتا ہو۔ جب تک تو سب کو معدوم نہ کردے گا اس کی محبت سے بہرہ یاب نہ ہوگا۔ دنیا کی چیزوں میں تیرا بے رغبتی اور زہد ظاہر کرنا تجھ کو کیا مفید ہو سکتا ہے۔ جبکہ تو اپنے قلب سے ان پر متوجہ ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ باخبر ہے ان باتوں سے جو دنیا جہان کے سینوں میں ہیں، تجھے شرم نہیں آتی زبان سے تو کہتا ہے کہ میں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور تیرے قلب میں غیر اللہ موجود ہے۔

اے منافقو اور اے مدعیو اے جھوٹو! میں تمہاری ہوس کا قائل نہیں ہوں (کیونکہ باتیں بنانا اور کام کچھ نہ کرنا ہوس بے طلب نہیں ہے) میں تمہارے چہروں سے شرماتا نہیں ہوں (کہ لحاظ کے سبب بوالہوس کہنے کی جرأت نہ کرسکوں) اور تم سے شرماؤں کیوں؟ حالانکہ تم نہیں شرماتے اپنے حق تعالیٰ سے، اس کے روبرو بے حیائیاں کرتے اور اس کی نظر اور اس کے ان فرشتوں کی نظر کو جو تم پر تعینات ہیں (آدمیوں کی نظر سے بھی) حقیر سمجھتے ہو (کہ خلوتوں میں معصیت کرتے ہو

حالانکہ خدا اور فرشتے دیکھ رہے ہیں) میرے پاس صدق ہے کہ اس سے ہر کافر کذاب و منافق کا سر قطع کرتا ہوں جو نہ توبہ کرتا ہے اور نہ اپنی توبہ اور معذرت کے پاؤں سے اپنے رب کی طرف لوٹتا ہے۔ ایک بزرگ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ "صدق اللہ کی تلوار ہے اس کی زمین میں کہ جس کے سر پر بھی رکھی جاتی ہے اس کو کاٹ ڈالتی ہے" میرا کہنا مانو کہ تمہارا خیر خواہ ہوں، تم کو چاہتا ہوں، تمہارے نفع کے لئے میں تم سے مردہ ہوں (کہ کوئی واسطہ نہیں رکھتا) اور زندہ ہوں حق تعالی کے ساتھ۔ جس نے میری سچی صحبت اختیار کی وہ مستغنی اور بامراد ہوا اور جس نے مجھ کو جھٹلایا اور میری صحبت میں جھوٹا ہوا وہ محروم اور دنیا و آخرت میں سزایاب ہوا۔ حق تعالی کے ساتھ منازعت اور اس پر اعتراض کا ترک کرنا اور اس کی تدبیر پر راضی ہونا معرفت الٰہی کے اسباب میں سے ہے اور اسی لئے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید سے فرمایا تھا کہ "اگر معرفت الٰہی چاہتا ہے تو اس کی تدبیر اور تقدیر پر راضی ہو جا اور اپنے نفس اپنی خواہش اپنی طبیعت اور اپنے ارادہ کو تدبیر و تقدیر کے بارے میں خدا کا شریک مت بنا" (کہ ان کی بتائی ہوئی تدبیر پر اعتماد کرنے لگے)۔ اے تندرستو اور اے اعمال سے بے فکر ہو جانے والو! حق تعالی سے تمہارا کیا کچھ ضائع ہو رہا ہے، اگر تمہارے دل اس سے آگاہ ہو جائیں تو تم کو بڑی حسرت و پشیمانی ہو، جاگو اے صاحبو! عنقریب تم مر جانے والے ہو، رو و اپنے نفسوں پر اس سے پہلے کہ دوسرے تم پر روئیں، تمہارے لئے اتنے گناہ ہیں کہ اوپر تلے چڑھ گئے اور انجام مبہم ہے (کچھ پتہ نہیں کہ توبہ کی توفیق ہو گی یا نہیں) تمہارے دل دنیا کی محبت اور حرص کے مرض میں مبتلا ہیں۔ ان کا علاج کرو، زہد اور ترک دنیا اور حق تعالی کی طرف توجہ کرنے سے۔ اصل دین کا محفوظ رہنا راس المال ہے اور اعمال صالحہ اس کے منافع ہیں، جو چیز تم کو سرکش بنائے اس کی طلب چھوڑو اور اس پر قناعت کرو جو تم کو کافی ہو جائے۔ سمجھدار شخص کسی چیز پر خوش نہیں ہوا کرتا (کیونکہ فکر آخرت میں ڈوبا رہتا ہے)۔ اس کا حلال حساب ہے (قیامت کو پوچھا جائے گا کہ اس کے معاوضہ میں کیا عمل کئے) اور حرام عذاب ہے (کہ کیوں کھایا) تم میں بہتیروں نے تو عذاب اور حساب کو بھلا ہی دیا (اس لئے ہر وقت ہنستے اور جو چاہتے کھاتے پیتے ہو)۔

اے **منافق**! تیرے قلب میں نفاق کا شک وابستہ ہو گیا اور تیرے ظاہر و باطن کا مالک بن چکا ہے تو ہر وقت توحید و اخلاص کا استعمال رکھ کہ شفاء پائے گا اور تیرا شک جاتا رہے گا۔ کس درجہ کثرت

کے ساتھ تم شریعت کی حدود کو پھاڑتے اور اپنے تقویٰ کی زرہ کو پارہ پارہ کرتے اور اپنی توحید کے کپڑوں کو ناپاک بناتے اور اپنے ایمان کی روشنی کو بجھائے ڈالتے اور اپنے تمام احوال وافعال میں اپنے خدا کے دشمن بنے جاتے ہو۔ جب تم میں کوئی فلاح پاتا اور نیک کام کرتا بھی ہے تو اس میں آمیزش ہوتی ہے خود پسندی اور مخلوق کے دکھاوے اور اس پر ان سے تعریف کی خواہش کی۔ تم میں جو شخص اللہ کی عبادت کرنی چاہے تو اس کو مخلوق سے کنارہ کش ہو جانا چاہئے کیونکہ اعمال میں مخلوق کا دکھاوا اعمال کو باطل کردینے والی چیز ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ "گوشہ نشینی کو لازم پکڑو کہ وہ عبادت ہے اور ان صالحین کی عادت ہے جو تم سے پہلے تھے"۔ لازم پکڑو ایمان کو اس کے بعد ایقان اور اس کے بعد فنا اور وجود کو اللہ عزوجل کے ساتھ نہ کہ اپنے ساتھ اور نہ کسی دوسرے کے ساتھ حدود شریعت کو محفوظ رکھ کر۔ جناب رسول اللہ ﷺ کو راضی کر کے اور کلام اللہ کو خوشنود بنا کر جو تلاوت کیا جاتا سنا جاتا اور پڑھا جاتا ہے جو شخص اس کے خلاف کہے اس کی عزت نہیں (کہ اس کا قول قابل اعتبار ہو) یہی قرآن جو کاغذوں اور تختیوں میں لکھا ہوا ہے اللہ عزوجل کا کلام ہے کہ ایک کنارہ اس کے ہاتھ میں ہے اور ایک کنارہ ہمارے ہاتھ میں ہے (پس اللہ تک پہنچنے کا واسطہ بنا ہوا ہے)۔ اللہ عزوجل کو اختیار کر، اسی کا ہورہ اور اسی سے تعلق رکھ کہ وہ دنیا اور آخرت کی ساری ضروریات میں تجھ کو کافی ہو جائے گا اور تیری حفاظت فرمائے گا حیات و ممات میں اور ساری حالتوں میں تجھ سے (مضرت) رفع کرتا رہے گا اس کی سیاہی کو سپیدی پر ہے (یعنی اوراق پر لکھے ہوئے کلام اللہ کو) مضبوط پکڑ۔ اس کی خدمت کر تاکہ وہ تیری خدمت کرے کہ تیرے قلب کا ہاتھ پکڑے اور اس کو اپنے رب عزوجل کے سامنے لاکھڑا کرے۔ تجھ کو خدا تک پہنچانے کی بڑی خدمت اس طرح انجام دے گا کہ اس پر عمل کرنا تیرے قلب کے بازوؤں پر پر لگادے گا۔ پس تو ان سے اپنے رب عزوجل کی طرف اڑ جائے گا۔

اے وہ شخص جس نے (صوفی بننے کے لئے) صوف پہن رکھا ہے اول اپنے باطن کو صوف پہنا اس کے بعد اپنے قلب کو پھر نفس کو اور پھر اپنے بدن کو۔ زہد کی ابتداء اسی جگہ (یعنی باطن) سے ہوا کرتی ہے نہ کہ ظاہر سے باطن کی طرف۔ جب باطن صاف ہو جائے گا تو صفائی قلب اور نفس اور اعضاء اور لباس تک پہنچ جائیگی اور تیری ساری حالتوں میں دوڑ جائے گی۔ اول مکان کا اندرون تعمیر کیا جاتا ہے

پس جب اس کی تعمیر پوری ہو جائے تو اب دروازہ بنانے کے لئے باہر آ۔ نہ یہ کہ ظاہر ہو اور باطن ندارد اور نہ یہ کہ خلق (سے انس) ہو اور خالق (کا دھیان بھی) نہیں اور نہ یہ کہ دروازہ ہو مکان کے بغیر اور قفل ہو ویرانہ پر (کہ دیکھنے والے سمجھیں اندر خزانہ ہے حالانکہ بجز کھنڈر کے خاک بھی نہیں)۔ اے سر تا پا دنیا کہ آخرت سے واسطہ نہیں اور اے خلق (کے شیدا) کہ خالق سے غرض نہیں، جن (خیالات و مشاغل) میں تو ہے ان میں کچھ بھی تیرے لئے قیامت کے دن مفید نہ ہوگا بلکہ (الٹا) ضرر پہنچائے گا جو سودا تیرے پاس ہے وہ وہاں تجھ سے خریدا نہ جائے گا۔ تیرا سودا ریا اور نفاق اور نافرمانیاں ہیں اور وہ ایسی چیز ہے جس کا آخرت کے بازار میں رواج نہیں ہے۔ اسلام صحیح کر اس کے بعد (جو دنیا میں ہے وہ) لیجو۔ اسلام مشتق ہے استسلام سے (جس کا ترجمہ اپنے آپ کو دوسرے کے حوالہ کر دینا ہے) اور یہ کہ تو حق تعالیٰ کا کام اس کے سپرد کرے (کہ روزی پہنچانا اس نے اپنے ذمہ لیا ہے سو خود پہنچاتا رہے گا)۔ اپنا نفس تو اس کو سونپ دے، اس پر بھروسہ رکھے اپنے زور اور طاقت کو بھول جائے اور جو کچھ دنیا اپنے پاس ہو اس کو اس کی طاعت میں خرچ کر ڈالے، نیک کام کرے اور ان کو بھی اسی کے حوالہ کر کے بھول جائے (کہ معاوضہ کا متوقع نہ رہے) تیرا سارا عمل خالی اخروٹ ہے کیونکہ ہر وہ عمل جس میں اخلاص نہ ہو وہ محض چھلکا جس میں گری نہیں لکڑی ہے جس کو (کھینچ لا ڈالا گیا کہ بجز جلانے کے کسی مصرف کی نہیں) جسم ہے بلا روح کا اور صورت ہے بلا معنی کے اور یہ منافقوں کا عمل ہے۔

اے تکبر کرنے والو! تم پر افسوس، تمہاری عبادتیں زمین کے اندر نہیں جایا کرتیں بلکہ آسمان کی طرف چڑھا کرتی ہیں (پھر کیا وجہ ہے کہ) عبادتوں کو باشندگان زمین مخلوق کے نامزد کئے دیتے ہو اور مالکِ عرش خدا کے مخلص عابد نہیں بنتے ہو۔ اپنے آپ کو حقیر بندہ اور حق تعالیٰ کو باعظمت معبود سمجھ کر عبادت کرو گے تو بے شک اوپر چڑھنا نصیب ہوگا وہ فرماتا ہے کہ اللہ ہی کی طرف پاکیزہ باتیں چڑھتی ہیں اور نیک اعمال کو وہ اوپر چڑھا لیتا ہے۔ ہمارا پروردگار عرش پر قائم اور ملک پر حاوی اور اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔ اس مضمون کی سات آیتیں اس نے قرآن مجید میں نازل فرمائی ہیں جن کو

تیری جہالت اور رعونت کی وجہ سے میں مٹا نہیں سکتا۔ تو مجھے اپنی تلوار سے ڈراتا ہے حالانکہ میں ڈرتا نہیں ہوں، تو مجھے مال کی ترغیب دیتا ہے اور میں رغبت نہیں کرتا۔ بس میں تو اللہ ہی سے ڈرتا ہوں اور کسی سے نہیں ڈرتا، میں تو اسی سے توقع رکھتا ہوں اور کسی سے توقع نہیں رکھتا، میں اس کی پرستش کرتا ہوں اور بجز اس کے کسی کی پرستش نہیں کرتا، اسی کے لئے عمل کرتا ہوں اور غیر اللہ کے لئے عمل نہیں کرتا۔ میرا رزق اس کے پاس اور اسی کے ہاتھ میں ہے، سب اسی کے ہیں غلام اور جو کچھ بھی اس کے پاس ہے سب آقا کا ہے (نیز آپ نے تذکرہ فرمایا کہ پانچ سو آدمی کے قریب میرے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور بیس ہزار سے زیادہ نفوس نے توبہ کی) اس کے بعد فرمایا۔

یہ سب برکت ہے ہمارے نبی محمد ﷺ کی۔ حق تعالیٰ ان پر رحمت کاملہ نازل فرمائے جو غیب [1] کا جاننے والا ہے کہ اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا مگر جس پیغمبر کو بھی پسند فرمائے۔ غیب خدا ہی کے پاس ہے۔ پس اس کے قریب آ کہ اس کو بھی دیکھے اور جو (غیب) اس کے پاس ہے اس کو دیکھے۔ اپنے کنبہ اپنے مال اپنے شہر اپنی بیوی اور اپنے بچوں کو چھوڑ اور اپنے قلب کو ان سے باہر نکال (کہ حقوق معاشرہ سب کے ادا ہوں مگر دل کسی سے نہ لگے)۔ سب کو چھوڑ اور حق تعالیٰ کے دروازہ کی طرف چل، جب تو اس کے دروازہ پر پہنچ جائے تو نہ اس کے غلاموں میں مشغول ہو نہ اس کی سلطنت میں اور نہ اس کے ملک میں۔ اگر (اس کے غلام یا باشندگان مملکت) تیرے سامنے طباق پیش کریں تو کھا مت، اگر کسی کمرہ میں ٹھہرائیں تو ٹھہر مت، اگر تجھ کو زوجہ عطا کریں تو لے مت (کیونکہ شاہی مہمان ہے رعایا سے تجھے کیا سروکار)۔ اس میں سے کوئی چیز بھی قبول مت کر یہاں تک کہ تو اپنے انہیں (سفر کے) کپڑوں، اسی تکان اور سفر کے غبار اور انہیں بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ اس سے

---

۱ : یعنی علام الغیوب خدا اپنے پیغمبروں میں سے جس پیغمبر کو بھی چاہتا ہے اس کو لوگوں کی استعداد قلوب کی حالت، ان کے قوت و ضعف اور اسباب ہدایت و تاثیر نافع غرض جمیری ایسی چیزوں پر آگاہ کر دیتا ہے جو آدمی بلکہ فرشتوں سے بھی مخفی ہیں اور اس کی وجہ سے ان کے تصرفات باطنی کی قوت قدسیہ بڑھ جاتی ہے کہ مخلوق مغلوب و متاثر ہو کر جوق در جوق آتی اور ان کے ہاتھ پر توبہ کرتی ہے۔ پس جو شخص اس پیغمبر کی برکات سے مستفیض ہوتا ہے وہ اس فیضان سے بھی نوازا جاتا ہے اور اس سے بھی پیغمبری خلقت کو توبہ اور ایمان کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کو جناب رسول اللہ ﷺ کی قوت قدسیہ کا یہی فیضان عطا ہوا تھا کہ سینکڑوں کافر مشرف بہ اسلام اور ہزارہا مسلمان تائب و بیعت ہو کر فائز المرام ہوئے۔

ملاقات کرے۔ پس وہی تیرے کپڑے بدلنے والا ہو، وہی کھلانے والا، پلانے والا تیری وحشت کو انس سے بدلنے والا، تجھ کو کشائش دینے والا، تیرے تکان کو راحت بخشنے والا اور تیرے خوف کو امن نصیب فرمانے والا، تیرے لئے اس کا قرب تیری تونگری ہو اور اس کا دیدار تیرا کھانا پانی اور لباس۔ مخلوق کو سرپرست سمجھنے کے اور معنی کیا؟ مخلوق سے ڈرنا ان سے توقع رکھنی ان کی طرف جھکنا اور ان پر بھروسہ کرنا یہی تو مخلوق کو سرپرست سمجھنے کے معنی ہیں (جس کی ممانعت ہے مگر افسوس کہ تم سمجھتے نہیں)۔

جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ "جو ایسی حالت سے بنا سنورا جس کو لوگ پسند کرتے ہیں (کہ مخلوق کا محبوب بننے کے لئے مشائخانہ صورت بنائی) اور مقابلہ کیا اللہ کے ساتھ ایسی حالت سے جس کو وہ مکروہ سمجھتا ہے تو وہی حق تعالیٰ سے ملے گا ایسی حالت سے کہ حق تعالیٰ اس پر غضبناک ہوگا"۔ سن لو کلام نبوت اے منافقو! اے آخرت کو دنیا کے بدلے بیچنے والو، اے حق تعالیٰ کو مخلوق کے عوض فروخت کرنے والو اور اے پائدار کو ناپائدار کے بدلہ میں بیچ دینے والو تمہاری تجارت بڑی خسارہ کی ہے کہ تمہارے راس المال بھی غارت ہو گئے تم پر افسوس کہ تم حق تعالیٰ کے غصہ و غضب کا نشانہ بنے ہوئے ہو اس لئے کہ جس شخص نے لوگوں کی خاطر ایسی صورت سنواری جو در حقیقت اس میں نہیں ہے تو اس پر حق تعالیٰ غضب ناک ہوتا ہے۔ اپنے ظاہر کو آداب شریعت سے سنوار اور اپنے باطن کو اس میں سے مخلوق کو باہر نکال دینے سے سنوار۔ ان کے دروازوں کو بند کر اور اپنے قلب کے اعتبار سے سب کو فنا کر دے کہ گویا وہ پیدا ہی نہیں ہوئے۔ نہ ان کے ہاتھ اختیارِ ضرر سمجھے اور نہ نفع۔ تو قالب کے سنوارنے میں لگ گیا اور قلب کی آرائش کو چھوڑ بیٹھا۔ قلب کی زینت توحید و اخلاص اور حق تعالیٰ پر بھروسہ کرنے اس کو یاد رکھنے اور دوسروں کو بھول جانے سے ہوتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ نیک عمل وہی ہے جس پر تعریف کئے جانے کی محبت نہ ہو۔ اے آخرت کے اعتبار سے بیوقوفو، دیوانو اور دنیا کے اعتبار سے عقلمندو! یہ عقل تم کو مفید نہ ہوگی، ایمان کی تحصیل میں کوشش کر کہ ایمان حاصل ہو جائے گا، توبہ اور معذرت کر اور نادم ہو اور اپنی آنکھوں کے آنسو اپنے رخساروں پر بہا کہ حق تعالیٰ کے خوف سے رونا معصیتوں کی آگ کو بجھاتا ہے اور حق تعالیٰ کے غصہ کی آگ کو بجھاتا ہے جب تو اپنے دل سے توبہ کرے گا تو بیشک سچی توبہ کا نور چہرہ پر دمک اٹھے گا۔

صاحبزادہ! اپنے راز کی نگہداشت میں کوشش کر جب تک بھی تجھ کو نگہداشت کی طاقت رہے پس جب غلبہ ہو (اور اس وقت راز فاش ہو جائے) تب تو معذور ہے۔ محبت ویران کر دیا کرتی ہے پردہ اور ستر کی دیواروں کو، وجود کی دیواروں کو اور مخلوق پر نظر کرنے کی دیواروں کو (کہ محبت کاملہ ہوئے پیچھے نہ اپنی خبر رہتی ہے نہ غیر کی) جو شخص بناوٹ کرے (کہ مصنوعی وجد میں آئے) اس کے باہر نکال کرنے کا حکم ہوتا ہے اور مکلف مغلوب (جس پر بے اختیارانہ حال طاری ہو) اس کے قدم کی خاک کا سرمہ بنایا جاتا ہے، اس لئے کہ وہ نفسانی تھا اور یہ قلبی ہے وہ خلق کی طرف منسوب تھا اور یہ رب کی طرف منسوب ہے کوشش کر کہ تو باقی نہ رہے بلکہ وہی وہ رہ جائے۔ کوشش کر کہ نہ اپنے آپ سے نقصان دفع کرنے میں تو حرکت کرے اور نہ نفع حاصل کرنے میں۔ پس جب تو ایسا کرے گا تو حق تعالیٰ تیرے لئے (اپنی مخلوق میں سے) اس کو کھڑا کر دے گا جو تیری خدمت کرے گا اور تجھ سے ایذا دفع کرتا رہے گا۔ حق تعالیٰ کے ساتھ ایسا بن جیسے مردہ ہوتا ہے نہلانے والے کے ساتھ (کہ وہ جس کروٹ چاہتا ہے پلٹ دیتا ہے اور یہ حرکت ہے بے حس ہے) اور جیسے اصحاب کہف ہیں جبریل علیہ السلام کے ساتھ اپنے ساتھ وجود اور اختیار و تدبیر ہر چیز کے بغیر بن۔ اس کی قضاء و قدر کے نازل ہونے کے وقت اس کے حضور میں اپنے ایمان اور یقین کے دونوں پاؤں پر جما کھڑا رہ۔ تقدیر کے ساتھ ایمان ہی ٹھہرتا اور جمتا ہے اور نفاق بھاگ جایا کرتا ہے۔ منافق پر جوں جوں لیل و نہار گذرتے ہیں اس کا جسم دبلا اور نفس و خواہش و طبیعت اس کی فربہ ہوتی رہتی ہوتی ہے اور اس کے باطن اور قلب کی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔ اس کے گھر کا دروازہ آباد ہے اور گھر کا اندرون ویرانہ۔ اس کا حق تعالیٰ کو یاد کرنا صرف زبان سے ہے دل سے نہیں ہے۔ اس کا غصہ نفس کی خاطر ہے نہ کہ اپنے پروردگار کی خاطر اور مومن اس کی ضد ہے کہ اس کا حق تعالیٰ کو یاد کرنا زبان سے بھی ہے اور قلب سے بھی اور اکثر اوقات میں اس کا قلب ذاکر ہوتا ہے اور زبان خاموش۔ اس کا غصہ حق تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر ہوتا ہے نہ کہ اپنے نفس اپنی خواہش اپنی طبیعت اور اپنی دنیا کی خاطر۔ نہ وہ کسی پر حسد کرتا ہے اور نہ (فقیرانہ و مستانہ حال ہونے کے سبب) اس پر حسد کیا جاتا ہے اور نہ وہ (صابر و قانع ہونے کی وجہ سے) خوش حالوں سے ان کی خوش حالی میں نزاع کرتا ہے۔

صاحبزادہ! اپنے آپ کو بچا، بچا اس بات سے کہ کسی خوشحال سے نزاع کرے (کہ اس کو خوشحالی

کیوں ملی اور مجھے کیوں نہ ملی) کیونکہ (تیرے نزاع وحسد سے اس کا تو کچھ بگڑے گا نہیں)وہ تو محفوظ اور ترقی پذیر رہے گا اور تو تباہ و نگوں سار اور ذلیل و خوار ہو جائے گا تو اپنی منازعت سے اس کی خوش حالی کو متغیر کس طرح کر سکتا ہے؟ حالانکہ حق تعالیٰ کا علم پہلے (روز ازل) ہی سے اس کی خوش حالی کے متعلق ہو چکا ہے (جو کسی کے نزاع وحسد سے بدل تو سکتا نہیں ہاں حسد کرنے والا علم خداوندی کی مخالفت کرنے والا ضرور قرار پا جائے گا، پس) جب تو حق تعالیٰ سے اس کے علم ازلی میں نزاع کرے گا جو تیرے اور دوسروں کی بابت (اس نے قائم فرمایا) ہے تو تُو اس کی نظروں سے گر جائے گا اور تیرا علم تجھ کو مفید نہ ہوگا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "عمل کرنے والے اور (فضول) مشقت اٹھانے والے ہیں"۔ اب توبہ کر حق تعالیٰ کی بارگاہ میں دانا وہی ہے جو (گناہوں سے) محفوظ ہو۔ کسی مصیبت کے سبب جس کو وہ تیری جانب نازل فرمائے، اس کا قصد رکھنے سے باز مت آ، اس سے اس اپنی مصیبت کو دور کر دینے کا منتظر رہ اور مایوس نہ ہو کہ ایک ساعت سے دوسری ساعت تک بہت گنجائش ہے۔ ہر روز وہ ایک جدا شان میں ہے کہ ایک فریق سے دوسرے فریق کی طرف منتقل فرماتا رہتا ہے۔ اس کے ساتھ صابر بنا رہ اور اس کی تقدیر پر راضی ہو کیونکہ تو نہیں جانتا "شاید کہ اللہ اس کے بعد کوئی اور بات پیدا فرمادے" جب تو صابر بنے گا تو وہ تجھ سے مصیبت کو ہلکا کر دے گا اور تیرے لئے ایسی حالت پیدا فرمادے گا جو اس کو پسند ہوگی اور تجھ کو بھی پسند آئے گی اور جب تو جزع و فزع اور اعتراض کرے گا تو وہ تجھ پر مصیبت کو بوجھل بنا دے گا اور تیرے اعتراض کی وجہ سے اس پر سزا فوق بڑھائے گا۔ حق تعالیٰ پر تمہارے اعتراض اور اس سے منازعت کرنے کا سبب تمہارا اپنے نفوس اور خواہشات اور اپنی اغراض کے ساتھ پڑا رہنا اور دنیا کو محبوب سمجھنا اور دنیا کے جمع کرنے کی حرص رکھنا ہے۔

صاحبو! اگر (دنیا کے بغیر) چارہ ہی نہ ہو تو بس تمہارے نفس تو دنیا کے دروازے پر رہیں اور قلوب و آخرت کے دروازے پر اور اسرار مولیٰ کے دروازے پر یہاں تک کہ نفس قلب بن جائے اور وہ ذائقہ چکھے جو قلب نے چکھا ہے اور قلب باطن بن جائے اور وہ مزہ چکھے جو اس نے چکھا ہے اور باطن فنافی اللہ بن جائے کہ نہ کچھ چکھے نہ چکھا جائے۔ اس کے بعد حق تعالیٰ اس کو زندہ فرمائے اپنے لئے نہ کہ غیر کے لئے۔ پس اس وقت وہ کیمیا بن جائے گا کہ اس کا ایک درہم ہزار مثقال تانبہ میں پڑے گا تو سب

کو سونا بنادے گا۔ پس یہی ہے غایت کلیہ اصلی پائیدار۔ مبارک ہو اس کو جس نے پہچانا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اور اس کا یقین کیا۔ مبارک ہو اس کو جس نے اس پر عمل کیا اور مخلص بنا۔ مبارک ہو اس کو جس کا ہاتھ عمل نے تھاما پس اس کو اس ذات کے قریب کر دیا جس کے لئے اس نے عمل کیا تھا۔

صاحبزادہ! جب تو مر جائے گا تب مجھ کو دیکھے گا اور پہچانے گا تو مجھ کو اپنے دائیں اور بائیں دیکھے گا کہ بوجھ اٹھا اٹھا کر تجھ سے ہٹا رہا ہوں اور تیری بابت (خدا سے نجات) کا سوال کر رہا ہوں۔ تو پھر تو کب تک مخلوق کو شریک خدا سمجھتا اور ان پر بھروسہ کرتا رہے گا؟ تجھ پر یہ جاننا واجب ہے کہ ان میں سے کوئی بھی نہ تجھ کو نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔ ان کا محتاج و تونگر اور مغرور و ذلیل (سب برابر ہیں) حق تعالیٰ (کا آستانہ) پکڑ لے۔ نہ مخلوق پر بھروسہ کر اور نہ اپنے کسب اور طاقت و زور پر۔ پس حق تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر۔ اسی کی ذات پر بھروسہ کر جس نے تجھ کو کسب پر قدرت بخشی اور تجھ کو کمانا نصیب فرمایا۔ پس جب تو ایسا کرے گا تو وہ تجھ کو اپنے ساتھ سیر کرائے گا اور اپنی قدرت و علم ازلی کے عجائبات دکھائے گا۔ تیرے قلب کو اپنے قلب تک پہنچائے گا۔ پھر اپنے تک وصول کے بعد اس کے ایام گذشتہ اس کو یاد دلائے گا جیسے کہ اہل جنت جنت میں ایام دنیا کا باہم تذکرہ کریں گے۔ جب تو سبب کے جال کو چاک کرے گا تب خالق سبب تک پہنچے گا۔ جب تو (اپنی پڑی ہوئی) عادت کے خلاف کرے گا تب تیرے لئے (حق تعالیٰ کی طرف سے اس کی عام) عادت کے خلاف کیا جائے گا۔ جس نے خدمت کی وہی مخدوم بنا، جو اطاعت کرتا ہے وہی مطاع بنایا جاتا ہے، جو اکرام کرتا ہے اسی کا اکرام کیا جاتا ہے، جو قرب چاہتا ہے وہی مقرب بنتا ہے، جو تواضع کرتا ہے وہی رفعت پاتا ہے، جو سخاوت کرتا ہے اسی پر سخاوت کی جاتی ہے اور جو حسن ادب اختیار کرتا ہے اسی کو قرب نصیب ہوتا ہے۔ حسن ادب تجھ کو (خدا کے) قریب پہنچائے گا اور بے ادبی تجھ کو دور لے جائے گی۔ حق تعالیٰ کی طاعت تو حسنِ ادب ہے اور اس کی معصیت بے ادبی۔

صاحبو! (حق تعالیٰ کے سامنے) اپنے نفسوں کی پیشی اور محاسبہ میں تاخیر مت کرو، اس میں اپنے نفسوں کے لئے آخرت سے پہلے دنیا ہی میں جلدی کرو (کہ روزانہ نفس سے حساب لو کہ تو نے آج کیا کیا اور دھیان باندھو گویا شہنشاہی کچہری میں پیشی ہو رہی ہے) جناب رسول اللہ ﷺ

سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ "حق تعالیٰ کو اپنے ان بندوں سے حساب لینے میں شرم آئے گی جو دنیا میں تقویٰ رکھتے تھے"۔ تقویٰ اختیار کر ورنہ تیری گردن میں رسوائی (کی رسی) ہو گی۔ دنیا میں اپنے تصرفات کے اندر تقویٰ محفوظ رکھ ورنہ تیری خواہشیں دنیا و آخرت میں حسرتوں سے بدل جائیں گی۔

دینار آگ کا گھر ہے (کہ اس کے لفظ ہی میں نار موجود ہے) اور درہم غم کا گھر ہے (کہ اس کے لفظ ہی میں ہم موجود ہے) خصوصاً جبکہ تو ان کو حرام طریقہ سے حاصل کرے اور حرام طریق سے خرچ کرے۔ یہ جو میں کہہ رہا ہوں کل (قیامت کے دن) تجھ پر واضح ہو جائے گا۔ آج تو (ان کی محبت میں) تو اندھا بہرا بنا ہوا ہے (اس لئے سمجھتا نہیں) جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "کسی شئے سے محبت کرنا تجھ کو اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے"۔ اپنے قلب کو دنیا سے عریاں کر اور اس کو بھوکا پیاسا رکھ یہاں تک کہ حق تعالیٰ ہی اس کو پہنائے اور کھلائے اور پلائے۔ اپنا ظاہر و باطن اس کو سونپ دے اور کوئی تدبیر بھی مت کر بلکہ تو (فنا محض ہو جائے اور) وہی رہ جائے کہ تو کوئی چیز ہی نہ ہو۔ ہمیشہ مزدور بنا رہ کیونکہ دنیا محنت کا گھر ہے اور آخرت مزدوری پانے کا گھر ہے، بخشش کا گھر ہے اور عطایا کا گھر ہے۔ نیکو کاروں میں غالب تو یہی صورت ہے (کہ یہاں جتنی محنت کریں گے وہاں اسی قدر راحت پائیں گے) ہاں شاذونادر ایسے بھی ہیں جن کو دنیا میں کام سے نکال لیتا اور ان پر احسان اور رحم فرماتا ہے اور آخرت کے آنے سے قبل ہی ان کو راحت بخشتا ہے کہ ان کے فرائض ادا کر لینے پر اکتفا فرماتا ہے اور نوافل سے ان کو راحت دے دیتا ہے (کہ نفلوں کی کثرت کے بغیر ہی ان کو عابدوں سے زیادہ عطائیں بخشتا ہے) البتہ فرض کسی حال اور کسی مرتبہ میں بھی ساقط نہیں ہوتا مگر ایسا اللہ کے بندوں میں سے کسی کسی کے حق میں ہوتا ہے اور ایسے بندے کمیاب سے کمیاب ہیں۔ اس لئے اس توقع میں محنت و ریاضت نہ چھوڑ بیٹھ کہ اجرت سے محروم رہے)۔

صاحبزادہ! زاہد بن اور (مال و جاہ دنیا سے) رخ پھیر لے کہ دنیا ہی میں راحت مل جائے گی اور اگر دنیا کا کوئی حصہ تیرے لئے (مقدر) ہو گا تو وہ تجھ تک ضرور پہنچ کر رہے گا۔ تیرے پاس تیرے مقسوم آئیں گے درانحالیکہ تو معزز و مکرم ہو گا کہ (مقسوم ہی قبولیت کی) تجھ سے درخواست کریں گے اپنے نفس اور خواہش نفس کے ساتھ مت کھا کہ یہ حجاب ہے جو تیرے قلب کو تیرے پروردگار

(تک پہنچنے) سے روک دے گا۔ مومن اپنے نفس کی خاطر اور اپنے نفس سے نہیں کھایا کرتا اور نہ اس کی خاطر پہنتا ہے اور نہ مزے اڑاتا ہے بلکہ قوت حاصل کرتا ہے تاکہ حق تعالیٰ کی اطاعت کی طاقت پائے۔ اسی قدر کھاتا ہے جو اس کے ظاہری قدموں کو خدا کے سامنے جما دے۔ وہ شرع کے موافق کھاتا ہے نہ کہ خواہش نفس کے موافق اور ولی حق تعالیٰ کے حکم سے کھاتا اور ابدال جو قطب کا وزیر ہوتا ہے فعل خداوندی سے کھاتا ہے اور قطب کا کھانا اور جملہ تصرفات تو جناب رسول اللہ ﷺ کے کھانے اور تصرفات کی مثل ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ وہ آپ ﷺ کا غلام آپ کا نائب اور آپ کی امت میں آپ ﷺ کا خلیفہ ہے، وہ خلیفہ ہے پیغمبر کا اور خلیفہ ہے اللہ جل شانہ کا۔ یہ تو خلیفہ ہے باطنی اور امام المسلمین جو رعایا کا بادشاہ ہے خلیفہ ہے ظاہری اور وہ وہی ہے جس کی متابعت اور فرماں برداری کا ترک کسی مسلمان کو بھی حلال نہیں اور بعض کا یہ بھی قول ہے کہ امام المسلمین جب صاحب عدل ہو تو وہی قطبِ زمانہ ہے (کہ ظاہری و باطنی دونوں خلافت اس کو نصیب ہیں) یوں نہ سمجھو کہ (قطبیت و ولایت) کوئی سہل امر ہے۔ تم پر وہ (فرشتے) تعینات ہیں جو تمہارے ظاہری افعال کی نگہداشت کرتے ہیں اور حق تعالیٰ تمہارے باطنی افعال کی نگہداشت فرماتا ہے۔ تم میں ہر شخص قیامت کے دن لایا جائے گا کہ فرشتے جو اس پر دنیا میں تعینات اور اس کی نیکیاں اور بدیاں لکھتے رہتے تھے اس کے ساتھ ہوں گے اور ان کے ساتھ ننانوے رجسٹر ہوں گے کہ ہر رجسٹر (اتنا لمبا چوڑا ہوگا) جہاں تک نظر جا سکتی ہے کہ ان میں اس کی نیکیاں اور بدیاں اور جو کچھ بھی اس سے صادر ہو چکا ہے سب درج ہوگا۔ پس اس کو ان سب کے پڑھنے کی تکلیف دی جائے گی تو وہ ان کو پڑھے گا اگرچہ دنیا میں لکھنا پڑھنا نہ جانتا تھا کیونکہ دنیا حکمت کا گھر ہے (کہ بغیر لکھے پڑھے لکھنا پڑھنا نہیں آتا) اور آخرت قدرت کا گھر ہے (کہ بلا لکھا پڑھا بھی بہ قدرت خدا سب کچھ پڑھ سکے گا) دنیا اسباب اور اوزاروں کی محتاج ہے اور آخرت اس کی محتاج نہیں ہے جب تم میں سے کوئی رجسٹروں کی کسی بات کا منکر ہوگا تو جو کچھ اس میں درج ہے (اس کی تصدیق کے لئے) اس کے اعضاء بولیں گے۔ جو کچھ بھی اس نے دنیا میں کیا تھا سب کے متعلق ہر عضو علیحدہ بولے گا۔ تم ایک عظیم الشان امر کے لئے پیدا ہوئے ہو اور تم کو کچھ خبر نہیں حق تعالیٰ فرماتا ہے "کیا تمہارا گمان یہ ہے کہ ہم نے بے فائدہ پیدا کر دیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف

لوٹ کرنہ آؤ گے ؟"

اللہ والوں کے حالات میں محض نام کرنے اور ان کی سی صورت بنانے اور ان کے ارشادات (نقل کر کر کے) باچھیں پھاڑنے پر اکتفامت کر کہ ان کے افعال کی مخالفت کے ہوتے ہوئے یہ (نقالی) تجھ کو کچھ بھی نفع نہ دے گی، تو کدورت ہے بلا صفائی کے، خلق ہے بلا خالق کے، دنیا ہے بلا آخرت کے، باطل ہے بلا حقیقت کے، ظاہر ہے بلا باطن کے، قول ہے بلا عمل کے، عمل ہے بلا اخلاص کے اور اخلاص ہے بلا موافقت سنت کے۔ حق تعالیٰ نہ قول بلا عمل کو قبول فرماتا ہے اور نہ عمل بلا اخلاص کو۔ کوئی چیز بھی کیوں نہ ہو جبکہ اس کی کتاب اور اس کے پیغمبر ﷺ کی سنت کے موافق نہ ہو گی تو اس کو قبول نہ فرمائے گا۔ یہ (تیری بناوٹ) محض دعویٰ ہے بلا دلیل۔ پس ضرور ہے کہ تجھ سے کچھ بھی قبول نہ ہو اگر تیرے اس جھوٹ سے تجھ کو مخلوق میں مقبولیت حاصل ہو بھی گئی تو حق تعالیٰ کی قبولیت تو حاصل نہ ہوئی، وہ دلوں کے حالات سے واقف ہے۔ کھوٹ لے کر بھوک مت دکھا کہ پرکھنے والا (خدا) بڑا صاحب نظر ہے۔ حق تعالیٰ تیرے قلب کو دیکھتا ہے تیری صورت کو نہیں۔ وہ کپڑوں اور کھالوں اور ہڈیوں کے ماورا کو دیکھتا ہے۔ تیری خلوت کو دیکھتا ہے جلوت کو نہیں۔ کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ جس پر خلق کی نظر جاتی ہے اس کو تو آراستہ کر لیا ہے اور جو حق تعالیٰ کے دیکھنے کی چیز ہے اس کو نجس بنا رکھا ہے۔ اگر تو فلاح چاہتا ہے تو اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر اور اپنی توبہ میں مخلص بن۔ خلق کو شریک خدا بنانے سے توبہ کر۔ کوئی کام نہ کر مگر اللہ عزوجل کے لئے، میں تجھ کو سر تاپا خطا دیکھتا ہوں کیونکہ تو نفس اور خواہش اور دنیا اور شہوات ولذات کے ساتھ پڑا ہوا ہے کہ ایک پشہ تجھ کو غضبناک بنا دیتا ہے اور ایک لقمہ تجھ کو ناراض کر دیتا ہے۔ تو اپنے نفس کی خوشی سے خوش اور اس کی ناخوشی سے ناخوش ہوتا ہے۔ پس تو اپنے نفس کا بندہ ہے کہ تیری باگ اسی کے ہاتھ میں ہے۔ تجھے ان اللہ کے بندوں سے کیا نسبت جن کی بندگی اللہ کے لئے اور خوشنودی کے افعال پر متحقق ہو چکی ہے کہ مصیبتیں ان پر نازل ہوتی ہیں اور وہ بیٹھے ہوئے ہیں جیسے گڑے ہوئے پہاڑ۔ مصائب ان کی طرف اور ان کے اوپر نازل ہوتے رہتے ہیں اور وہ صبر و موافقت کی آنکھ سے ان کو تکتے رہتے ہیں۔ انہوں نے اپنے اجسام کو مصیبتوں کے لئے چھوڑا اور اپنے قلوب سے حق تعالیٰ کی طرف اڑ گئے پس وہ خیمہ ہیں آدمیوں کے بغیر اور پنجرے ہیں طیور کے بغیر کہ ارواح ان کی (جو گویا طیور ہیں) خدا کے پاس ہیں اور

اجسام ان کے جو (بمنزلہ پنجروں کے ہیں دنیا میں ہیں مگر) خدا کے سامنے۔ اے اپنے پروردگار سے روگردانو اور اے اس سے وحشت کھانے والو! میری طرف بڑھو کہ میں تمہارے اور اس کے تعلق کو درست کردوں کہ اس سے تمہاری بات درخواست کروں اور تمہارے لئے اس سے امن حاصل کروں، اس کے سامنے گڑگڑاؤں حتی کہ وہ تم کو اپنے حقوق جو تم پر واجب ہیں عطا فرمائے (کہ فرائض کی تعمیل کی توفیق بخشے) یا اللہ ہم کو اپنی طرف لوٹا اور ہم کو اپنے دروازے پر کھڑا کرلے، ہم کو اپنا بنالے، ہم کو اپنی خدمت کے لئے منتخب فرما، ہمارا الینا اور دینا سب اپنے لئے بنا، ہمارے باطن کو پاک کر، جہاں کی تو نے ممانعت فرمائی ہے وہاں ہم کو نہ دیکھ اور جہاں کا حکم فرمایا وہاں غیر حاضر مت پا۔ ہمارے ظاہر کو اپنی معصیتوں میں اور ہمارے باطن کو اپنا شریک بنانے میں مت رکھ۔ ہمارے نفوس سے ہم کو اپنی طرف کھینچ لے، ہم کو سر تاپا اپنا ہی کرلے کہ تیرے سبب تیرے غیر سے مستغنی ہوں۔ اپنی غفلت سے ہم کو بیدار کر ہم سے اپنی طاعت و مناجات کا ارادہ فرما۔ ہمارے قلب اور اسرار کو اپنے قرب کی لذت دے، ہماری اور اپنی معصیتوں کے درمیان ایسا فصل فرمادے جیسا کہ آسمان وزمین کے درمیان تو نے فصل فرمادیا ہے اور ہم کو اپنی طاعت کے اتنا قریب لے آجتنا تو نے آنکھ کی سیاہی اور سپیدی کو قریب فرمادیا ہے، ہمارے اور اپنی ناپسند باتوں کے درمیان ایسی آڑ حائل کردے جیسی تو نے اپنی معصیت (زنا) کے متعلق یوسف علیہ السلام اور زلیخا میں آڑ کردی تھی۔

اے **عمل کرنے والے**! اخلاص حاصل کرورنہ فضول مشقت مت اٹھا۔ خلوت و جلوت میں حق تعالیٰ کا دھیان گیان اختیار کر۔ صرف جلوت میں مراقبہ رکھنا منافقوں کا کام ہے اور خلوت و جلوت دونوں حالتوں میں مخلصین کا تجھ پر افسوس جب تو کسی حسین (لڑکے) یا حسین عورت کو دیکھے تو اپنی آنکھیں اپنے نفس، اپنی خواہش اور اپنی طبیعت کی آنکھیں بند کرلے اور یاد کر کہ تیرا رب تجھ کو دیکھ رہا ہے اور پڑھ کہ "تم کسی حال میں بھی ہو تمہارا رب تم پر نگران ہے" حق تعالیٰ سے ڈر، حرام جگہ نگاہ ڈالنے سے اپنی نظر جھکا اور (اس دانا بینا خدا) کی نظر کو یاد کر جس کی نگاہ اور جس کے علم سے تو ہٹ ہی نہیں سکتا۔ جب تو حق تعالیٰ سے (اس کے افعال قضاء وقدر میں) نہ مباحثہ کرے گا اور نہ منازعت تو اس کی پرستش تیرے لئے کامل ہو جائے گی اور تو سچا بندہ بن جائے گا اور ان بندوں میں داخل ہو جائے گا جن کے حق میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "(اے ابلیس) میرے بندوں پر تیرا کچھ بھی زور

نہیں ہے"۔ جب حق تعالیٰ کے لئے تیری شکر گذاری متحقق ہو جائے گی تو مخلوق کے قلوب اور ان کی زبانوں پر تیری شکر گزاری اور تیری محبت ڈال دی جائے گی (کہ سب تیرے احسان مند و پروانہ بن جائیں گے)۔ پس اس وقت شیطان اور اس کے چیلے چانٹوں کے لئے تیرے مقابلہ کی کوئی صورت نہ ہو گی۔ دعا کا چھوڑ[1] دینا میرے نزدیک عزیمت اور دعا میں مشغول ہونا اجازت ہے۔ دعا توڈوبتے ہوئے کا سنبھالا اور کوٹھڑی میں بند شخص کا روشن دان ہے (کہ اس سے فی الجملہ حیات ورہائی کی توقع قائم رہتی ہے) مگر اسی وقت تک کہ قید سے (رہائی پاکر) کھلے میدان میں نہ آجائے اور بادشاہ پر داخلہ نصیب نہ ہو (ورنہ پھر روشندان کی ضرورت ہی نہیں) عقلمند بنو نہ تم ترک دعا اچھی طرح جانتے ہو اور نہ دعا مانگنا ہی اچھی طرح جانتے ہو۔ کوئی چیز بھی ایسی نہیں جس کو نیت اور عقل اور علم اور واقف کی اتباع کی ضرورت نہ ہو (پس دعا اور ترک دعا کا خاص موقع ہے مگر) تم سمجھتے ہی نہیں کہ حق تعالیٰ کے پاس کیا ہے اور اس کے نیکوکار بندوں کے پاس کیا ہے؟ اسی لئے تم ان کے متعلق بدگمان بنے ہوئے ہو۔ ان کے ساتھ اپنے دین اور اپنے حالات کے سروں کا خطرناک معاملہ نہ کرو (ورنہ وہ قطع ہو جائیں گے)۔ ان کے حرکات و سکنات میں کسی بات پر بھی اعتراض نہ کرو جب تک شریعت ان پر اعتراض نہ کرے (یعنی کوئی کام خلاف شرع ان سے صادر نہ ہو) تم بھی اعتراض مت کرو، وہ ظاہر و باطن دونوں اعتبار سے حق تعالیٰ کے سامنے ایستادہ ہیں۔ جب تک حق تعالیٰ ہی ان کو سکون نہ بخشے اور سلامتی کا ضامن نہ بن جائے اس وقت تک خوف کے سبب ان کے دل کو قرار ہی نہیں آتا۔

اے کم عقل! تو تکبر کے ذریعہ سے رفعت کا طالب ہے (کہ اس طرح لوگ تجھ کو بڑا سمجھنے لگیں گے) اس کے برعکس کر (اور تواضع اختیار کر) کہ کام ٹھیک ہو جائے گا کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "جس نے اللہ واسطے تواضع کی اس کو حق تعالیٰ نے رفعت بخشی اور جس نے تکبر کیا اس کو اللہ نے نیچا دکھایا"۔ جس نے آخرت کو پسند کیا وہ پہلے گروہ میں شامل ہوا جو تھوڑے پر

۱۔ اللہ والوں کے مختلف مذاق ہوتے ہیں۔ حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کا مذاق یہی ہے کہ دعا نہ کرنے میں شان تسلیم و تفویض زیادہ ہے اور دیگر سلفؒ کا مذاق یہ ہے کہ دعا میں اپنی حاجتمندی کا اظہار ہے البتہ قبول دعا قبول نہ ہو تو زبان یا قلب پر شکوہ اور گرانی مطلق نہ آوے کہ شان تسلیم بھی قائم رہے اور ادعونی کے حکم کی تعمیل بھی ہو جائے کیونکہ آقا کو غلام کی درخواستیں بھایا کرتی ہیں۔

راضی ہوا ہے اسی کے پاس زیادہ آیا ہے اور جو ذلت پر راضی رہا ہے اسی کو عزت نصیب ہوئی۔ حقیر حالت پر راضی رہ تاکہ تیرے حق میں معاملہ پلٹ جائے (اور معزز بن جائے) جو کوئی تقدیر کے سامنے جھکا اور اس پر راضی رہا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے جو ہر چیز پر قادر ہے رفعت بخشی ہے۔ خاکساری اور حسن ادب تجھ کو مقرب بنائیں گے اور تکبر و بے ادبی تجھ کو دور پھینک دے گی، طاعت تجھ کو سنوارے اور قریب پہنچائے گی اور معصیت تجھ کو بگاڑے اور دور کرے گی۔

اے منافق! یہ بات تیرے نفاق اور تصنع سے ہاتھ نہیں آسکتی، تو اپنے ننگ و ناموس اور مخلوق کے دلوں میں مقبولیت اور اپنی دست بوسی کی ترقی و پرورش میں لگا ہوا ہے۔ تو دنیا و آخرت دونوں میں اپنے نفس کے لئے بھی منحوس ہے اور ان کے لئے بھی جن کی پرورش کر رہا اور جن کو اپنے اتباع کا حکم دے رہا ہے، تو ریاکار، دجال اور لوگوں کا اموال کا ڈاکو ہے۔ پس ضرور ہے کہ نہ تیری کوئی دعا مقبول ہو اور نہ صدیقین کے قلوب میں تیری جگہ ہو۔ تجھ کو اللہ نے علم دے کر گمراہ بنایا۔ جب غبار ہٹے گا تو تجھ کو نظر آئے گا کہ تو گھوڑے پر سوار ہے یا گدھے پر۔ جب (غفلت کا) غبار کھلے گا تو مردانِ خدا کو گھوڑوں اور سانڈنیوں پر سوار دیکھے گا اور خود ان کے پیچھے ایک شکستہ حال گدھے پر ہوگا کہ شیطان اور ابلیسوں کی خواری تجھ کو تھام رہی ہوگی۔ کوشش کرو کہ اس کے قرب کا دروازہ تمہارے قلوب سے بند نہ کر لیا جائے۔ سمجھدار بنو تمہاری حالت کچھ بھی نہیں۔ صحبت اختیار کرو ایسے شیخ کی جو حکم خداوندی اور علم لدنی کا واقف ہو کہ وہ تم کو اس کا راستہ بتائے۔ جو فلاح دہندہ کو دیکھے گا نہیں وہ فلاح نہیں پائے گا، جو علماء باعمل کی صحبت اختیار نہ کرے وہ خاکی انڈا ہے کہ نہ اس کے لئے مرغ ہے (جس کی طرف وہ منسوب کیا جائے) اور نہ ماں ہے (جو اس کو چھاتی سے لگا کر پرورش کرے)۔ اس کی صحبت اختیار کرو جس کو حق تعالیٰ کی صحبت نصیب ہے۔ جب رات کا اندھیرا چھا جائے اور ساری مخلوق سو جائے اور (بول چال کی) آوازیں بند ہو جائیں تو تم میں سے ہر شخص کو چاہئے کہ اٹھے اور وضو کرکے دو رکعت پڑھے اور دعا مانگے کہ "اے میرے پروردگار! اپنے نیک اور مقرب بندوں میں سے کسی بندہ پر مجھ کو مطلع کر تاکہ وہ مجھ کو تجھ پر اطلاع بخشے اور مجھے تیرے راستے سے واقف بنائے"۔ سبب کے بغیر چارہ نہیں (لہٰذا وصولِ حق کے لئے شیخ کا دامن پکڑنا لازمی ہے)۔ حق تعالیٰ قادر تھا کہ

انبیاء علیہم السلام کے بغیر بھی ہدایت دے دیتا (مگر دنیا چونکہ عالم اسباب ہے اس لئے ان کو سبب ہدایت بنا کر بھیجا)۔ سمجھدار ہو، تم کسی حالت پر بھی نہیں۔ اپنی غفلتوں سے ہوشیار رہو (اور بیعت و صحبت مشائخ کو بے ضرورت مت سمجھو)۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "جس نے اپنی رائے کو کافی سمجھا وہ گمراہ ہوا"۔ ایسے شخص کی تلاش کر جو تیرے دین کے چہرہ کے لئے آئینہ بنے۔ جس طرح کہ اس آئینہ میں تو نظر کرتا اور اپنے ظاہری منہ اور دستار اور بالوں کو برابر کیا کرتا ہے (اسی طرح مرشد کی صحبت میں تجھ کو اپنے دین کا منہ نظر آئے گا اور اس کو بنا سنوار سکے گا)۔ صاحب عقل بن، یہ ہوس کیا واہیات ہے (کہ بیعت کو فضول سمجھتا ہے) تو کہتا ہے کہ مجھے ایسے شخص کی حاجت نہیں ہے جو مجھ کو تعلیم دے حالانکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے جب مؤمن کا ایمان صحیح ہو جاتا ہے تو وہ ساری مخلوق کے لئے آئینہ بن جاتا ہے کہ وہ اس کی زیارت کے اور اس کے پاس آنے کے وقت اس کی (صاف اور سچی) گفتگو کے آئینہ میں اپنے دین کے منہ دیکھتے ہیں"۔

اے منافقو! خدا تمہیں برکت نہ دے۔ تم میں کس درجہ بکثرت ہیں وہ لوگ جن کا سارا مشغلہ اپنے اور مخلوق کے درمیانی تعلق کو آباد کرنا اور اپنے اور حق تعالیٰ کے درمیانی تعلق کو ویران بنانا ہوتا ہے۔ بارالہا مجھ کو ان کے سروں پر مسلط فرما دے کہ میں (ان کو قتل کر کے) زمین کو ان سے پاک کردوں۔ اس زمانہ میں منافق کے نفاق کی شناخت یہ ہے کہ وہ میرے پاس نہیں آتا اور جب مجھ سے ملتا ہے تو سلام نہیں کرتا اور اگر کرتا بھی ہے تو بہ تکلف کرتا یہ (نہ کہ محبت واخلاص سے)، دین محمدی کی دیواریں گرنے کے قریب پہنچ گئی ہیں، یا اللہ اس کی تعمیر پر مجھے مددگار نصیب فرما۔ اے منافقو! اور دنیا طلب واعظو! اس کی بناء تمہارے ہاتھوں نہیں ہو سکتی۔ تمہاری کوئی عزت نہیں کہ تمہارے ہاتھوں اس کی تعمیر ہو، تم بنا کیسے سکتے ہو حالانکہ نہ تم کو بنانے کا طریقہ آتا ہے اور نہ اس کے اوزار تمہارے پاس موجود ہیں۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ڈاکٹر خالد عباس الاسدی مدنی

سلام روضہ اقدس پہ کر رہا ہوں میں
نظر کے جام کو زم زم سے بھر رہا ہوں میں

کرم ہے صاحبِ کوثر کا اس قدر مجھ پر
کہ دشتِ روح کو سیراب کر رہا ہوں میں

ستارے ناپ رہے ہیں مسافتیں میری
یہ کس مقام سے یا رب گزر رہا ہوں میں

سجی ہے تن پہ میرے خاکِ طیبہ ایسی
کہ ذرے ذرے کی ضو میں نکھر رہا ہوں میں

قدم حضور کے چھو کر فلک کے زینے سے
انہی کے شہر ولا میں اتر رہا ہوں میں

رواں رواں ہے ثنائے رسول میں مصروف
ہے فیضِ نعت کہ خالدؔ سنور رہا ہوں میں

قسط دوم

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور اتحاد بین المسلمین

پروفیسر غلام سرور رانا
گورنمنٹ کالج لاہور

اسی طرح قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

واذکروا نعمة الله علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمة اخوانا (سورہ ال عمران ۱۰۳)

ترجمہ: اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم میں بیر تھا، اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی ہو گئے۔ (کنز الایمان)

The tripartite way to God is explained by the following tradition of the Prophet (Peace be upon him). Shariat is my "words" (aqwali), tariqat is my "deeds" (afa'li) and Haqiqat is my interior Satates (ahwali). Shariat, Tariqat (sufism) and Haqiqat are mutually interdependant.

Sufism traces its origin back to Prophet of Islam (Peace be upon him) and takes inspiration from the Divine world as revealed through him in the Koran.

اتحاد بین المسلمین کی منزل تب ہی حاصل کی جا سکتی ہے اگر ہم ایک لمحہ ضائع کے بغیر عشق و اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکتہ اتحاد قرار دیتے ہوئے بنیان ومرصوص کی طرح ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں کیونکہ یہی وقت کی پکار ہے اور یہی امت مسلمہ کی جملہ کوتاہیوں کا مداوا ہے۔ اس لئے لا یخافون لومة لائم کے تحت ہر مسلمان اتحاد کی نعمت عظمیٰ کے حصول کے لئے اپنا دینی فرض ادا کرے

رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد

عالم اسلام کے سیاستدانوں اور ارباب بست وکشاد پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ امت مسلمہ کے مابین وحدت اور بھائی چارے کو فروغ دینے کے سلسلہ میں احسن طریق پر مساعی جمیلہ کی حمایت کریں اور بہ نفس نفیس اس میں شریک ہوں۔ یہی امام العارفین حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم مشن تھا۔

مزید برآں امت مسلمہ کے سیاستدانوں کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اسلامی معاشرے میں قانونی، سیاسی، اقتصادی، اجتماعی، ثقافتی، علمی اور ٹیکنالوجی کے میدان میں بھی وسیع تر مفاد کے لئے تعلقات کو اس طرح فروغ دیں تاکہ امت مسلمہ کے درمیان مستحکم پن ہو اور کدورتوں اور رنجشوں کے خاتمہ میں ممد و معاون ثابت ہوں۔ اللہ جل مجدہ بطفیل حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم مقام مصطفیٰ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لئے قول، عمل اور قلم کے ذریعہ عالم اسلام کے عظیم مقاصد یعنی اتحاد بین المسلمین کے حصول کے لئے ہماری کوششیں اور کاوشیں ممد و معاون ثابت ہوں اور اصلاح و تعمیر ملت کے عظیم منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔ ہمارا ایمان کامل ہے کہ ہمیں عظیم مشن میں کامیابی و کامرانی ہوگی

ہم نشیں مسلم ہوں میں، توحید کا حامل ہوں میں
اس صداقت پر ازل سے شاہد و عادل ہوں میں

مسلمانوں کا موجودہ انتشار و افتراق کوئی منطقی دلیل نہیں رکھتا کیونکہ یہ محض اسلام دشمن طاقتوں کا ڈھونگ اور ان کے پٹھوؤں کا مفاد ہے جسے بالآخر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا اور اسلام دشمن طاقتیں ذلیل و خوار ہوں گی اور پورے عالم اسلام پر کالی کملی والے صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا اپنا پرچم لہرائیں گے

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

کیونکہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق اپنے اندر اتنی قوت رکھتا ہے کہ اہل اسلام کی عظمت رفتہ حال کر سکے اور امت مسلمہ منظم و مربوط ہو

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

اتحاد بین المسلمین بلاشبہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے لیکن اس کا آغاز ہمیں پاکستان سے کرنا

چاہئے۔ یہاں تعصبات ختم کر کے مسلمانوں کو امت واحدہ میں تبدیل کرنا چاہئے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ اسوۂ رسول مقبول ﷺ کو اپنانے سے معاشرہ میں فساد ختم ہو جائے گا۔ پاکستانی عوام کی ترقی کے لئے فرقہ واریت کا خاتمہ ضروری ہے۔ تحریک پاکستان کے دوران برصغیر کے مسلمانوں میں ہر قسم کے فرقہ وارانہ اختلافات ختم ہو گئے اور پوری قوم متحد ہو گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ اب بھی کرم فرمائے تاکہ اہل دل کی یہ خواہش بھی پایۂ تکمیل کو پہنچے اور مسلمان اتحاد و یکجہتی کے وہی مناظر پھر پیش کریں جو اسلام کو مطلوب ہیں۔ پاکستان کی فلاح وبہبود کے لئے یہ بات لازم وملزوم ہے کہ یہاں پر صاف ستھری اسلامی جمہوریت ہو تاکہ یہاں کے باشندوں کو بنیادی حقوق کا تحفظ حاصل ہو اس کے بغیر پائیدار امن کا قیام نہایت ہی مشکل ہے۔

حق نے عالم اس صداقت کے لئے پیدا کیا　　اور مجھے اس کی حفاظت کے لئے پیدا کیا
کب ڈرا سکتا ہے غم کا عارضی منظر مجھے　　ہے بھروسا اپنی ملت کے مقدر پر مجھے
یاس کے عنصر سے ہے آزاد میرا روزگار　　فتح کامل کی خبر دیتا ہے جوش کارزار

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے فکری، علمی اور عملی افکار سے آگاہ کرنے کے لئے جامعہ ہجویریہ کے قیام کو فی الفور جدید تقاضوں کے عین مطابق جامعہ الازہر کی طرز پر عمل میں لایا جائے اور "گنج بخش ریسرچ سیل" قائم کیا جائے تاکہ آپ کے عارفانہ، محققانہ، فلسفیانہ اور حکیمانہ افکار عالیہ، فرمودات وارشادات کی اشاعت وترویج کا بھی خصوصی اہتمام کیا جائے اگر بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کا قیام عمل میں لایا جا سکتا ہے، قائداعظم یونیورسٹی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اور علامہ اقبال میڈیکل کالج معرض وجود میں آسکتے ہیں تو اس میں کون سا امر مانع ہے جبکہ اس کا اعلان متعدد بار گنج بخش کانفرنسز میں کیا جا چکا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی عظیم شاہکار تصنیف "کشف المحجوب" کی مبسوط شرح کروائی جائے۔ ممتاز پروفیسرز اور سکالرز کے ذریعہ سے آپ کے علمی افکار کے مختلف پہلوؤں پر تحقیقی مقالہ جات شائع کرنے کا بندوبست کیا جائے اور بین الاقوامی سطح پر سید مخدوم علی ہجویری گنج بخش کانفرنس کا انعقاد عمل میں لایا جائے۔ نیز آپ کی تعلیمات سکول کی سطح سے یونیورسٹی تک شامل نصاب ہونی چاہئیں۔

(ختم شد)

ماخذ و مراجع

۱: ابن کثیر الدمشقی، حافظ : البدایہ والنہایہ جلد ہشتم مطبوعہ بیروت ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء۔

۲: احمد رضا خان بریلوی، محمد نعیم الدین مراد آبادی : کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن مع خزائن العرفان فی تفسیر القرآن مطبوعہ لاہور۔

۳: ادارہ اتحاد ملت : اتحاد ملت اور اس کے حقیقی تقاضے، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء

۴: حسنین رضا خان، دنیائے اسلام کے اسباب زوال، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

۵: سعید اختر پروفیسر، آئینہ خلافت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

۶: فخر الدین مولوی، تفسیر قادری مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۴۷ھ / ۱۹۲۸ء

۷: محمد اقبال علامہ، زبور عجم مطبوعہ لاہور ۱۹۴۸ء

۸: محمد امجد علی اعظمی، ابو العلا، بہار شریعت مطبوعہ لاہور

۹: محمد حسن رضا خان حسن، آئینہ قیامت، مطبوعہ بریلی

۱۰: محمد طاہر القادری پروفیسر، فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء

۱۱: محمد ظفر الحق بندیالوی، القالۃ المرضیہ فی وسیلۃ خیر البریہ، مطبوعہ خوشاب ۱۹۸۵ء

۱۲: عرفان حصہ دوم، فقیر نور محمد سروری قادری، مطبوعہ کلاچی شریف

۱۳: محمد عبد العلیم صدیقی میرٹھی، شاہ البیان، مطبوعہ میرٹھ ۱۳۶۵ھ / ۱۹۴۶ء

۱۴: محمد مسعود احمد پروفیسر، تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

۱۵: نواب الدین گولڑوی، اتحاد کی صورت، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء

۱۶: مجموعہ مقالات، وحدت مسلمین کانفرنس ۲۳-۲۴ اگست ۱۹۹۴ء۔ خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران لاہور

۱۷: مولانا عبد الستار نیازی، اتحاد بین المسلمین وقت کی اہم ضرورت، مکتبہ رضویہ لاہور ۱۹۸۸ء

۱۸: علی ہجویری سید، کشف المحجوب ترجمہ ابو الحسنات لاہور ۱۴۱۳ھ۔

۱۹: کتاب اللمع، التعرف، قوت القلوب اور کشف المحجوب کی باہمی مناسبت پر گفتگو علامہ سید محمد متین ہاشمی کی تالیف سید ہجویر سے مستفاد ہے۔

۲۰: ژوکوفسکی، مقدمہ کشف المحجوب طبع تہران

۲۱: کشف المحجوب اردو ترجمہ محمد الطاف تیروی لاہور ۱۹۹۲ء

۲۲: علی بن عثمان الہجویری، کشف المحجوب اردو ترجمہ سید محمد فاروق قادری لاہور ۱۹۸۹ء

۲۳: The Sufi Path (series) Book 3, Lahore.

(باقی صفحہ ۵۷ پر)

مجاہد ملت مولانا عبد الستار خان نیازی رحمۃ اللہ تعالیٰ

اقبال ریاض

دنیا میں کروڑوں اربوں انسان پیدا ہوئے اور کروڑوں اربوں رخصت بھی ہو گئے لیکن نام صرف ان کا زندہ رہا اور یادیں ان کی باقی رہیں جو حق کی خاطر لڑے، دین کی خدمت کی، معاشرے کی بھلائی کے لئے جدوجہد میں مصروف رہے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا اور اہم فرض تصور کیا۔ مجاہد ملت مولانا عبد الستار خان نیازی زندگی بھر انہیں اصولوں کی پاسداری کے لئے سر بکف رہے۔ وہ حریتِ فکر کا ایک باب تھے۔ ایک بڑے انسان تھے جو اب منوں مٹی تلے سو رہے ہیں لیکن نام ان کا باقی رہے گا اور زمانہ انہیں کبھی فراموش نہیں کر سکے گا

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں

۱۹۳۶ء میں مولانا کی عمر تقریباً ۲۲ برس تھی کہ انہوں نے اسلامیہ کالج لاہور سے بی اے اور پھر ایم اے کے امتحانات پاس کر لئے۔ اسلام سے لگاؤ اس قدر تھا کہ اسی دوران انہوں نے خلافت پاکستان کے تحت پمفلٹ بھی شائع کئے۔ انہوں نے "انجمن اصلاح المسلمین" اور پھر "مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن" کے پلیٹ فارم سے کام شروع کیا۔ آپ تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ، تحریک تحفظ ناموس نبوت کے رہنما، ورلڈ اسلامک مشن کے نائب صدر اور جمعیت علماء پاکستان کے بھی لیڈر رہے۔ تقریباً دس برس قبل حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کے ساتھ کچھ اختلافات پیدا ہو گئے تو جمعیت دو گروپوں میں بٹ گئی بہر حال مولانا کی وفات سے کچھ عرصہ قبل سینیر مرکزی نائب صدر مولانا سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی اور ان کے قریبی ساتھیوں کی مساعی سے جمعیت کے یہ دونوں رہنما شیر و شکر ہو گئے اور مولانا نیازی کو ان کی صلاحیت اور جرأت مندانہ قیادت کی بناء پر جمعیت علماء پاکستان کا متفقہ صدر منتخب کر لیا گیا۔ مولانا عبد الستار خان نیازی قائداعظم محمد علی جناح کے وفادار اور با اعتماد ساتھی تھے۔ تحریک پاکستان کے رہنما جناب حمید نظامی اور نامور مورخ نسیم حجازی سے ان کی گہری دوستی تھی اور وہ طلباء کے بھی رہنما تسلیم کئے جاتے تھے۔ وہ اعلائے کلمۃ الحق کے لئے مصروف رہے اور عمر بھر شادی نہیں کی۔ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کی جدوجہد میں انہیں اور مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا لیکن وہ ثابت قدم رہے اور فرمایا کہ

اس مقصد کے لئے سزائے موت کو میں اپنی زندگی کا حاصل سمجھوں گا۔ بالآخر مولانا نیازی اور مولانا مودودی دونوں کو رہا کر دیا گیا۔

مولانا نیازی میانوالی اور ملحقہ علاقے میں نواب آف کالاباغ کے مظالم اور دبدبے کی پرواہ کئے بغیر غریب عوام کے حق میں مظاہرے اور احتجاج وغیرہ کرتے رہے۔ یہ وہ دور تھا جب نواب کے خلاف آواز بلند کرنا اور ان کے خلاف عوام کو اپنے حقوق کا احساس دلانا سمندر میں رہ کر مگرمچھ کے ساتھ بیر رکھنے کے برابر تھا۔ لیکن مولانا زندگی اور موت کی پرواہ کئے بغیر حق و صداقت کی اسی راہ پر گامزن رہے جبکہ اسی "جرم" اور "گستاخی" کی پاداش میں ان پر قاتلانہ حملے بھی ہوئے لیکن اس خدا پرست انسان کا بال بیکانہ کر سکے۔ مولانا کی اہر، عوام دوستی اور جرأت و بے باکی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہر دلعزیزی اور شہرت کی بلندیوں تک جا پہنچے اور انتخابات میں ہر بار کامیاب ہوتے رہے۔ ۱۹۵۱ء میں انہوں نے میانوالی سے ایم این اے کے لئے انتخاب لڑا اور مدمقابل امیدوار کو شکست دی۔ وہ پنجاب اسمبلی، قومی اسمبلی اور سینٹ کے ممبر رہے اور دوبارہ وفاق میں وزیر کی حیثیت سے بھی فرائض انجام دیتے رہے۔

۱۹۴۹ء میں جب مسلم لیگ کی ممبر سازی میں گھپلے ہوئے تو آپ نے اس طرز عمل کی مخالفت کی اور پیر صاحب مانکی شریف رحمۃ اللہ علیہ اور حسین شہید سہروردی کے ہمراہ "عوامی مسلم لیگ" قائم کرلی۔ انہوں نے سابق صدر ایوب خان کے صدارتی انتخاب میں مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کی بھرپور حمایت کی۔ مرحوم کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ وہ نیکی، سچائی، خدمت، شجاعت اور ایثار کا پیکر ہونے کے علاوہ سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ عوام میں ہر دلعزیز ہونے اور ایوان حکومت میں قدر و منزلت کے باوجود انکا کوئی مکان یا جائیداد وغیرہ نہیں تھی اور اگر کچھ بھی تھا بھی تو وہ خدمت خلق اور خدمت دین کے لئے وقف ہو چکا تھا۔ مولانا عبدالستار نیازی ایک مجاہد اور مرد قلندر تھے جن کا شجرہ نسب شیر شاہ سوری کے کمانڈر انچیف عیسیٰ خان نیازی سے جا ملتا ہے۔

بدھ ۲ مئی کو صبح جبکہ وہ میانوالی ہسپتال میں تھے، انہوں نے پانچ بج کر پانچ منٹ پر نماز فجر ادا کی پھر ملحقہ باتھ روم کی طرف جاتے ہوئے گر پڑے اور اس کے ساتھ ہی ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور انہیں ہزاروں عقیدتمندوں، ساتھیوں اور غمگساروں کے روبرو سپرد خاک کر دیا گیا

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد ز عشق ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

گزشتہ سے پیوستہ

استفتاء

(تقلید کی شرعی حیثیت)

مفتی خلیل الرحمٰن قادری گلوزوی

مہتمم دار العلوم سبحانیہ سنیہ حنفیہ حاجی آباد نزد شاہ عالم پل پشاور

عبد الرحمٰن بن عالس کہتے ہیں کہ ہم نے امام صاحب ﷺ جیسا متقی نہیں دیکھا۔

وکیع کہتے ہیں کہ حدیث میں جس قدر تقویٰ امام ابو حنیفہ ﷺ اختیار کرتے تھے ہمیں میسر نہیں ہوا۔

احمد بن بدیل کہتے ہیں کہ میں نے مبشر کو کہتے سنا ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ ﷺ جیسا قائم اللیل (ساری رات عبادت الٰہی میں کھڑے ہو کر گذارنے والا) اور صائم النہار (دن کو روزہ رکھنے والا) نہیں دیکھا (امام اعظم ابو حنیفہ ﷺ صفحہ ۳۸۳)

"فتاویٰ برہنہ" میں ہے

امام المسلمین و قبلۃ العارفین سید التابعین و سند المجتہدین شمع الملۃ الحنیفۃ البیضاء و سراج لمۃ سید الرسل والانبیاء علیہ السلام امام اعظم صوفی ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی ﷺ وارضاہ و جعل فرادیس الجنان مسکنہ و ماولہ --- وے در عصر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم متولد شدہ و چہاردہ نفر را از اصحاب عظام دریافتہ چوں انس بن مالک و عبد اللہ بن ابی اوفی و عبد اللہ بن حزم و جابر بن عبد اللہ و واثلہ بن اسقع وغیر ہم رضی اللہ عنہم و ازیں اصحاب کبار روایت حدیث بروجہ اتصال کردہ (فتاویٰ برہنہ جلد ۲ صفحہ ۱۸۴)

ترجمہ: مصنف "فتاویٰ برہنہ" بعد القابات کثیرہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں پیدا ہوئے تھے اور انہوں نے چودہ اصحاب کبار کی ملاقات پائی تھی جیسے حضرت انس بن مالک، عبد اللہ بن ابی اوفی، عبد اللہ بن حزم، جابر بن عبد اللہ، واثلہ بن اسقع وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہوئے اور ان صحابہ کرام سے امام ابو حنیفہ ﷺ نے بروجہ اتصال احادیث روایت

کی ہیں۔

اور اسی کتاب میں اگلے صفحہ پر ہے

واز ابی ھریرہ آمدہ رضی اللہ عنہ کہ پیغمبر فرمود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان فی امتی و فی روایۃ یکون فی امتی رجل اسمہ نعمان و کنیتہ ابو حنیفۃ ھو سراج امتی قالہ ثلثا۔ و فی المواھب عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیکون فی امتی رجل یقال لہ النعمان ھو سراج امتی یبقی اللہ تعالی علی یدیہ شریعتی و سنتی فمن لقیہ منکم فبشروہ بالزلفی الی ان قال ۔ ودر ملتقط از ابن عباس رضی اللہ عنہما گفتہ کہ باشد بعد از پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام مردے کہ کنیت او ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ باشد ۔۔و کعب الاحبار گفتہ کہ ما می یابیم در توریت کہ حق تعالی می فرماید جل جلالہ در امت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام مردے باشد کہ کنیت او ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ باشد (فتاویٰ برہنہ صفحہ ۱۸۵)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور نے بیشک ہماری امت میں اور ایک روایت میں ہے کہ میری امت میں ایک آدمی پیدا ہو گا جس کا نام نعمان ہو گا اور کنیت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ، وہ میری امت کا چراغ ہے۔ یہ الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمائے۔

اور "مواہب" میں ہے

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عنقریب میری امت میں ایک آدمی پیدا ہو گا کہ اس کا نام نعمان ہو گا وہ میری امت کا چراغ ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے باقی رکھے گا میری شریعت اور سنت کو، پس تم میں سے جو کوئی اس کی ملاقات پائے تو بشارت دو اس کو قرب الٰہی یعنی بلند مقام کی۔ مصنف فرماتے ہیں کہ ملتقط میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک آدمی ہو گا کہ اس کی کنیت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہو گی۔ اور کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم توریت میں دیکھتے ہیں کہ فرمایا اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک آدمی ہو گا جس کی کنیت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہو گی (الکل من الترصیف، جلد ۲ صفحہ ۱۸۵، فتاویٰ برہنہ)۔

ان روایات سے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مقام بخوبی واضح ہو چکا ہے اور ان روایات کی تصدیق وہ حدیث شریف بھی کرتی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لو کان الدین عند الثریا لنا لہ

رجل میں اھل الفارس یعنی اگر دین ثریا کے پاس ہوتا تو ابناءِ فارس میں سے ایک شخص اس کو وہاں سے بھی لے آتا۔ محدثین حضرات کا اتفاق ہے اس بات پر کہ اس حدیث شریف میں واضح اشارہ ہے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کیونکہ وہ ابناءِ فارس سے ہیں۔ اسی کتاب میں ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو رات میں کثرت قیام کی وجہ سے وتد کہتے تھے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وفات ہوئے تو ایک لڑکی نے اپنے والد سے کہا کہ "بابا آں ستون چہ شد گفت آں ستون نبود امام المسلمین بود" یعنی لڑکی نے اپنے والد سے کہا کہ بابا وہ ستون کیا ہوا تو اس کو اپنے والد نے کہا کہ بیٹی وہ ستون نہ تھا بلکہ وہ امام المسلمین تھا۔

وضاحت: یعنی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اتنی کثرت سے رات کو قیام فرمایا کرتے کہ گویا وہ ایک ستون ہیں۔ وفات کے بعد جب وہ ستون نظر نہ آنے لگا تو اسی وجہ سے لڑکی نے اپنے والد سے سوال کیا کہ وہ ستون کیا ہوا بعض کتابوں میں درج ہے کہ وہ آدمی یہودی تھا جس سے اس کی لڑکی نے یہ سوال کیا تھا۔

اسی طرح "فتاویٰ برہنہ" میں ہے "عبداللہ بن مبارک گوید کہ امام چہل و پنج سال پنج نماز را بیک وضو گذارد" (فتاویٰ برہنہ جلد ۲ صفحہ ۱۸۹)

ترجمہ: عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پینتالیس سال تک ایک وضو سے پانچ نمازیں ادا فرماتے تھے۔

اسی "فتاویٰ برہنہ" میں ہے

چوں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حج آخریں گذارد نصف مال را بہ خادمان داد والتجا نمود و رخصت خواست کہ شبی اندرون کعبہ نماز گذارد گفتند کہ ایں قبل از تو کسے را میسر نشدہ اما چوں تو اعلم و مقتدائے دربار خواہم کرد امام رحمۃ اللہ علیہ درمیاں دو ستون باستاد و شمہ قرآن را در یک رکعت بر یک پائے خواند و شمہ دیگر را در رکعت دیگر بر پائے دیگر خواند ---الخ---ملخصا (فتاویٰ برہنہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۰)

ترجمہ: جب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے آخری حج ادا فرمایا تو اپنا آدھا مال حرم شریف کے خدام میں تقسیم فرما دیا اور خواہش ظاہر کی اور اجازت چاہی خادمان حرم شریف سے ایک رات عبادت کرنے کی کعبہ شریف کے اندر۔ خادموں نے کہا کہ آپ سے پہلے یہ سعادت کسی کو نصیب نہیں ہوئی لیکن آپ علم

میں یکتا ہیں اور مسلمانوں کے مقتداء ہیں تو آپ کے لئے کعبہ شریف کا دروازہ کھول دیں گے۔ پھر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ دو ستون کے درمیان کھڑے ہو گئے اور نصف قرآن پاک ایک پیر پر کھڑے ہو کر ایک رکعت میں پڑھا اور باقی نصف قرآن کریم دوسرے پیر پر کھڑے ہو کر دوسری رکعت میں پڑھا۔ نماز کے بعد بارگاہ رب العزت میں مناجات فرمائی کہ اے رب! میں آپ کی حق معرفت حاصل نہ کر سکا اور آپ کی حق عبادت نہ کر سکا یعنی آپ کی عبادت کا حق ادا نہ کر سکا پس میری کوتاہی اور تقصیر کو اپنے کمال معرفت سے بخش دے۔ پس خانۂ کعبہ کے اندر ایک گوشہ سے آواز آئی کہ اے ابو حنیفہ! تم نے پہچانا مجھے اور مجھے پہچاننے میں مخلص ثابت ہوئے اور تم نے اخلاص کے ساتھ میری عبادت کی، میں نے تم کو بخش دیا اور قیامت تک تیرے مذہب پر عمل کرنے والوں کو بھی بخش دیا۔ مصنف فرماتے ہیں الحمد للہ تعالیٰ کہ ما در مذہب او ئیم یعنی الحمد للہ کہ ہم حنفی مذہب پر عمل پیرا ہیں۔

اسی کتاب میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (فارسی کا اردو ترجمہ)

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے علم حدیث چار ہزار ائمہ تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے حاصل کیا تھا لیکن جب امام رحمۃ اللہ علیہ استنباطِ مسائل میں مشغول ہو گئے تو روایت حدیث ان سے بکثرت ظہور پذیر نہ ہو سکی۔ جس طرح حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اشاعتِ دین میں منہمک رہے اور اصلاح امت میں مشغول تو ان دونوں حضرات سے بھی احادیث بکثرت مروی نہیں ہیں -- انتہی (فتاویٰ برہنہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۲)

اسی کتاب میں ہے

جعفر بن زیادہ الاحمر گفتہ کہ عدد ختمات قرآن در موضع کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رحلت کردہ غیر سائر مواضع ہفت ہزار رسیدہ و در کشف آوردہ کہ روزے روزہ میداشت و روزے تناول میکرد و ہر روز ختم میکرد و در رمضان المبارک یک ختم در روز و یک در شب و یک در تراویح میکرد، و در کل ماہ رمضان شصت و یک ختم میکرد (برہنہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۵)

ترجمہ: جعفر بن زیاد احمر نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جس جگہ میں وفات پائی اس جگہ سات ہزار ختم کئے تھے۔ قرآن کریم کے علاوہ دیگر مواضعات کے اور "کشف" میں مرقوم ہے کہ امام اعظم

رحمۃ اللہ علیہ ایک روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کیا کرتے اور روزانہ قرآن کریم کا ختم کیا کرتے اور رمضان شریف میں ایک ختم دن میں اور ایک رات میں کیا کرتے اور ایک ختم قرآن تراویح میں کرتے تھے اس طرح پورے ماہ رمضان میں اکسٹھ ختم قرآن کرتے۔۔

اسی کتاب کے اسی صفحہ پر ہے

در آخر جواہر الفتاویٰ گفتہ کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہر سال احرام حرم محترم بستہ اند۔ چنانچہ مدت عمر پنجاہ و پنج حج گذاردہ اند

ترجمہ: "جواہر الفتاویٰ" کے آخر میں لکھا ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہر سال حرم شریف یعنی ادائے حج کے لئے احرام باندھتے تھے۔ اس طرح امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پوری عمر شریف میں پچپن حج ادا فرمائے۔

سبحان اللہ! کیا مقام ہے سراج الامت رحمۃ اللہ علیہ کا۔ اسی کتاب کے صفحہ ۱۹۶ پر درج ہے

در حاشیہ فصول آوردہ کہ چوں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بروضہ مقدسہ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم آمد بدوزانو بنشست و گفت السلام علیک یاسید المرسلین از دیوار خطیرہ مقدسہ جواب آمد وعلیک السلام یاامام المسلمین۔

ترجمہ: یعنی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ پر حاضری دینے گئے تو دوزانو ادب کے ساتھ بیٹھ گئے اور فرمایا السلام علیك یا سید المرسلین تو روضہ اقدس کے دیوار سے یہ جواب ملا و علیك السلام یا امام المسلمین (فتاویٰ برہنہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۶)

سبحان اللہ یہ ہے مرتبہ امام رحمۃ اللہ علیہ کا بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ اسی کتاب میں درج ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تدفین کے بعد پوری رات وفات امام رحمۃ اللہ علیہ پر آوازیں سنائی دیتی تھیں اور جنات روتے تھے اور یہ بھی درج ہے کہ بوقت شدائد و مصائب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ روضہ امام رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوتے اور ان کے توسل سے بارگاہ رب العزت میں دعا کیا کرتے اور بعد وفات امام رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کا احترام فرماتے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں چند اشعار فرمائے جن کا ترجمہ یہ ہے

۱: بیشک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو امام المسلمین ہیں شہروں کو اور ان میں بسنے والوں کو علم سے مزین کیا۔

۲: وہ علم جو آیات قرآن اور احادیث شریف اور فقہ پر مشتمل ہے جن کو تمام علوم پر فوقیت حاصل ہے جس طرح تمام صحائف پر آیات زبور کو فضیلت حاصل ہے۔

۳: امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نور اسلام کو پھیلایا، وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور ان کے علوم کے امین اور حفاظت کنندہ ہیں، اسی طرح مخلوق خدا کیلئے بھی امین ہیں۔

۴: پس امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرح نہ کوئی مشرق، نہ مغرب اور نہ کوفہ میں ہے۔

۵: فلعنة ربنا اعداد رمل --- علی من رد قول ابی حنیفه

پس لعنت ہو ہمارے رب کی ریت کے ذروں کے برابر اس پر جو قول امام سے سرتابی کرے۔

نوٹ: یہاں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وضاحت فرمائی کہ اگر گویند کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ با چنیں اعتقاد چرا مخالفت او (امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ) کرد گوئیم کہ مجتہد را تقلید دیگر روا نیست۔

ترجمہ: یہ اعتراض اگر کوئی کرے کہ جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اتنے معتقد تھے تو مسائل میں ان سے اختلاف کیوں کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خود مجتہد تھے اور کسی مجتہد کو دوسرے مجتہد کی تقلید جائز نہیں۔

اسی لئے غیر مجتہد تمام اکابرین امت نے مذہب حنفی کی تقلید پر زور دیا ہے بلکہ یہاں تک فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام بعد از نزول حکم بر مذہب او (امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ) خواہد کرد کمافی الفصول الستۃ و در مطالب گفتہ کہ واجب است بر ہمہ کہ تقلید کنند امام رحمۃ اللہ علیہ را کہ اورع و اعلم علماء بودہ و اقرب ایشان بحضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم (فتاویٰ برہنہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۰)

ترجمہ: یعنی جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زمین پر تشریف لائیں گے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق حکم فرمائیں گے۔ کمافی الفصول اور مطالب میں فرمایا کہ سب مسلمانوں پر واجب ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کریں کیونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ زہد و تقویٰ اور علم میں تمام علماء پر فوقیت رکھتے تھے اور ان کا زمانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بہت قریب تھا اور ان کی ولادت خیر القرون میں ہوئی تھی --- فافہم۔

وضاحت: ان حوالہ جات اور اقوال اکابرین امت رحمہم اللہ سے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا علم، ان کی ریاضت، تقویٰ، ورع، دیانتداری، خدا ترسی، حلم اور بردباری وغیرہ جیسے اوصاف حمیدہ کی روز روشن کی طرح وضاحت ہو گئی اگر کوئی جاہل اور متعصب کور چشم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستی کے ان

اوصاف حمیدہ کا انکار کرتا ہے تو گویا کہ وہ سورج کو ہاتھ سے چھپانے کی احمقانہ کوشش کرتا ہے جو قابل مذمت ہے۔ ایسے ہٹ دھرم، گم کردہ راہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری کو ملاحظہ کرے اور دیکھے کہ امت مرحومہ کے تمام اکابرین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مدح سرائی میں کس طرح رطب اللسان ہیں اور کیوں نہ ہوں جبکہ قرآن کریم نے ہمیں مطلع فرما دیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام سابقین اولین صحابہ کرام سے اور ان کے پیروکار تابعین حضرات سے راضی ہے اور وہ سب حضرات اللہ تبارک وتعالیٰ سے راضی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم و رضوا عنه (سورہ توبہ: ۱۰۰)

ترجمہ: اور ان میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ (کنزالایمان)

اور ظاہر ہے جیسا کہ سطور سابقہ میں گذر چکا ہے کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بلاشک وشبہ تابعی ہیں اور انہوں نے متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ملاقات کی ہے اور ان سے احادیث بھی روایت کی ہیں اور اس پر حضرات تبع تابعین تمام علماء حقانی اور اکابرین امت کا اتفاق ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اعلم العلماء تھے اور ان کا علم تمام علماء کے مقابلہ میں بہت وسیع تھا۔ جیسے کہ علامہ امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ جو امام شافعی کے شاگرد رشید ہیں فرماتے ہیں

علم کے چار حصوں میں سے تین حصے اور علماء کرام نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے خاص کئے ہیں اور ایک حصہ باقی تمام علماء کے لئے رکھا ہے (امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۳۱)

اس کتاب کے اسی صفحہ پر علامہ ابن تیمیہ جو محتاج تعارف نہیں ہیں، فرماتے ہیں

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اگرچہ بعض لوگوں کو اختلاف رہا ہے لیکن ان کے فہم اور فقہ میں کوئی شک نہیں کر سکتا کچھ لوگوں نے عناداً ان کی تذلیل کی ہے اور ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کی ہیں جو بالکل جھوٹ ہیں۔ (بحوالہ حدائق)

مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

بانی فقہ ابو حنیفہ است وسہ حصہ از فقہ اورا مسلم داشتہ اند و در ربع باقی ہمہ شرکت دارند در فقہ خانہ

اوست و دیگران ہمہ عیال وے ---الخ

ترجمہ: فقہ کے بانی حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور علماء کرام نے علم فقہ کے تین حصے ان کے لئے مقرر فرمائے ہیں اور چوتھے حصہ میں تمام علماء کرام شریک ہیں اور فقہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال گھر کی ہے اور باقی علماء کی مثال عیال کی ہے ---الخ (مکتوب نمبر ۵۵ جلد ۲)

مصنف کتاب (امام اعظم ابو حنیفہ) جناب مفتی عزیز الرحمٰن (دیوبندی) فرماتے ہیں

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعمال اور اخلاق میں بھی نہایت مکمل انسان تھے، یہی وجہ ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے انہیں نہایت مکمل ترین علم عطا فرمایا تھا ---انتہی

اس مکمل ترین خدا داد علم کی وجہ سے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم فقہ کے اس اعلیٰ وارفع مقام پر فائز تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام جیسے برگزیدہ ولی اللہ بھی ان کے حلقہ درس میں زانوئے تلمذ تہہ فرمایا کرتے جیسے کہ "مشارق الانوار" میں ہے

نقل صاحب البدائع عن ابن الجوزی --- ان الخضر علیه السلام کان یحضر مجلس فقه ابی حنیفة رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی کل یوم وقت الصبح یتعلم من علم الشریعة فلما مات ابو حنیفه رضی اللہ تعالیٰ عنہ سئال الخضر ربه ان یرد الی ابی حنیفة روحه فی قبره حتی یتم له علوم الشریعة فکان یاتی کل یوم وقت الصبح علیٰ عادته عند القبر یسمع منه مسائل الفقه والشریعة بعد موته انتهیٰ --- (مشارق الانوار جلد ۲ ،فصل ۳ باب ثالث صفحه ۴۰)

ترجمہ: صاحب بدائع نے ابن جوزی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ خضر علیہ السلام ہر روز صبح کے وقت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درس فقہ میں حاضر ہوا کرتے تھے اور علوم شریعت سیکھا کرتے تھے۔ پس جب حضرت امام ابو حنیفہ کی وفات ہو چکی تو خضر علیہ السلام نے بارگاہ رب العالمین میں سوال کیا کہ یا اللہ! تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح اس کو قبر میں لوٹ دے کہ میرے باقی ماندہ علوم شریعت کی تکمیل ہو جائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ السلام کا سوال قبول فرمایا اور پھر خضر علیہ السلام اپنی سابقہ عادت کے مطابق ہر روز صبح کے وقت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ پر حاضر ہوا کرتے اور علوم شریعت و فقہ کے مسائل امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو اپنی قبر ہی میں سے سکھایا کرتے۔

سبحان اللہ کیا مقام عطا فرمایا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو۔ بفضلہ تعالیٰ مندرجہ بالا

حوالہ جات سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ارفع واعلیٰ مقام اور ان کی دیانت داری خدا ترسی، زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت اور علم کے بارے میں پوری وضاحت ہو گئی جبکہ اب کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہی۔
رہی یہ بات کہ بعض لوگ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی اور ان کی توہین کرتے ہیں اور نازیبا الفاظ ان کے حق میں استعمال کرتے ہیں یا ان کے علم کا استخفاف کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کے بارے میں چند اکابرین علماء امت کے اقوال اور فتاویٰ درج کرتا ہوں ملاحظہ فرماویں، "مجموعۃ الفتاویٰ" میں ہے

سوال: جو شخص علماء کو عداوۃً گالیاں دے تو کیسا ہے؟

جواب: اگر گالی دینے سے استخفاف علم و تحقیر علماء من حیث العلم مقصود ہے تو فقہاء نے اس کے کفر کا حکم دیا ہے ورنہ اس کے فاسق اور فاجر ہونے کا حکم دیا ہے اور ایسا شخص دنیوی اور اخروی عذاب میں مبتلا ہو گا۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے الاستخفاف بالعلماء لکونھم علماء استخفاف بالعلم و العلم صفۃ اللّٰہ۔الخ (مجموعۃ الفتاویٰ لمولانا محمد عبدالحی لکھنوی، صفحہ ۱۸۸ جلد ۲)

ترجمہ: عالم ہونے کی وجہ سے کسی عالم کی ہتک کرنا علم کی ہتک ہے اور علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جسے اس نے اپنے فضل و کرم سے بہترین بندوں کو عطا کیا ہے تاکہ اس کی مخلوق کو رسولوں کی نیابت میں ہدایت شروع کریں۔اس سے معلوم ہوا کہ اس کی یہ ہتک کس جانب راجع ہوتی ہے۔

علامہ نور الدین علی سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "جواہر العقدین" صفحہ ۱۸۸ میں لکھا ہے

قد ترجم الامام النووی فی مقدمۃ شرحہ للمھذب للنھی الاکید و الوعید الشدید لمن یوذی او ینقص الفقھاء والحث علی اکرامھم و تعظیم حرماتھم۔ الخ بطولہ

ترجمہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی "شرح مہذب" میں سخت نہی اور شدید وعید ان لوگوں کے حق میں بیان کی ہے جو فقہاء کی ہتک کرتے ہیں، ان کو ایذا پہنچاتے ہیں اور علماء کی بزرگی اور ان کی حرمتوں کی تعظیم پر آمادہ کیا ہے اس کے بعد خدا تعالیٰ کا یہ قول ذکر کیا ہے جو شخص خدا تعالیٰ کی علامات کی تعظیم کرتا ہے پس وہ دل کی پرہیزگاریوں کی وجہ سے ہے اور یہ قول ہے جو خدا تعالیٰ کی حرمات کی تعظیم کرتا ہے یہ اس کے لئے اچھا ہے اس کے پروردگار کے نزدیک اور یہ قول کہ جو لوگ مسلمان مردوں اور عورتوں کو ایذا دیتے ہیں بغیر ان کے کسی جرم کے پس انہوں نے سخت گناہ کیا۔۔ میں کہتا ہوں کہ شروع کی

دونوں آیات کا دعویٰ پر دلالت کرنا تو ظاہر ہے کیونکہ علماء دین اعظم شعائر اللہ سے ہیں اس لئے کہ شعائر اللہ سے مراد اس کے دین کی علامتیں ہیں اور علماء خدا کی اعظم حرمات سے ہیں۔ آگے فرماتے ہیں: ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ تین چیزیں ہیں جن کی ہتک منافق کے سوا کوئی نہیں کرتا: بوڑھے مسلمان کی، عالم کی اور عادل امام کی۔ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "کبیر" میں روایت کیا ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے جو بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور عالم کا حق نہ جانے، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے "تبیان" اور "شرح مہذب" میں نقل کیا ہے

حافظ ابو القاسم بن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اے میرے بھائی جان لو کہ علماء کی مذمت زہریلی ہے اور خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ علماء کی ہتک کرنے والوں کی پردہ پوشی نہیں کرتا اور جس نے علماء کے معاملہ میں اپنی زبان کو آزاد کر دیا خدا تعالیٰ اس کو موت سے قبل موتِ قلب میں مبتلا کر دے گا۔

(مجموعۃ الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۱۸۹)

علماء دیوبند کے پیر و مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی سے ایک سوال:

سوال: ایک شخص نے کہا کہ قیاس امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حق نہیں تو کافر ہوا اس کا کیا مطلب ہے اور یہ قول صحیح ہے یا غیر صحیح اور یہ عبارت "عالمگیری" سے نقل کی ہے

الجواب: علماء کرام کی توہین و تحقیر کو چونکہ علماء نے کفر لکھا ہے جو بوجہ امر علم کے اور دین کے ہو لہٰذا جب قیاس مجتہدین کو حق کہا تو اہانت اس عالم کی امر دین و علم میں لہٰذا کفر ہوا (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۶۹)

ایک اور سوال: جو شخص ائمہ مجتہدین پر اور مقلدین پر طعنہ کرنے والے کو برا نہ جانے بلکہ ان کی تعریف کرے اور ان کو بزرگ ہی جانے وہ شخص بد عقیدہ ہے یا نہیں؟ از احمد سعید مراد آبادی۔

الجواب: طعن کرنے والا ائمہ مجتہدین پر فاسق ہے اور جو شخص طعن کرنے والے کو بزرگ جانے اس وجہ سے وہ بھی فاسق ہے (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۸۱)

مولانا رشید احمد گنگوہی سے شاہ اسمٰعیل شہید کے بارے میں ایک سوال ہوا:

سوال: جو لوگ کہ شاہ محمد اسمٰعیل شہید کو غیر مقلد کہتے ہیں کہ وہ مجتہدین رحمہم اللہ کی تقلید نہیں کرتے تھے، آپ کے نزدیک یہ قول صحیح ہے یا کہ نہیں اور مولانا صاحب مرحوم کی تالیفات سے

اس امر کی تصریح ہو سکتی ہے کہ نہیں؟

جواب :بندہ نے جو کچھ سنا ہے مولانا مرحوم کا حال وہ یہ ہے کہ جب تک حدیث صحیح غیر منسوخ ملی اس پر عمل کرتے تھے اگر نہ ملتی تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتے تھے --واللہ اعلم --اور بندہ نے ان کی زیارت نہیں کی جو مشاہدہ اپنا لکھوں اور ان کی تصانیف سے بھی غالباً یہی نکلے گا --واللہ اعلم --(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۸۴)

تنبیہ : دیکھا آپ نے، مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب نے تو منکرین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں کھول دیں اور صاف صاف بتادیا کہ علماء دیوبند کے سب سے بڑے عالم، بزرگ، ولی، مجاہد اور شہید شاہ اسمٰعیل صاحب بھی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار اور مقلد تھے۔ ایسے میں جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا منکر ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی توہین کرتا ہے اور ان کی شان ارفع میں ناشائستہ الفاظ منہ سے نکالتا ہے تو ایسے شخص کے بارے میں کیا کہا جاوے گا سوائے اس کے کہ وہ ازلی بدقسمت اور بدبخت ہے اور خداوند لایزال نے اس کو ذلیل کرنے کا ارادہ فرمالیا ہے۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکاں زند

نوٹ : میں نے نہایت اختصار سے کام لے کر چند مگر مستند حوالہ جات تحریر کئے ورنہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وہ برگزیدہ ہستی ہیں جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے لاتعداد اوصاف حمیدہ اور علم لدنی سے مالامال فرمایا ہے لیکن معاندین کی آنکھوں پر تعصب کے وہ دبیز پردے ہیں جن کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی ایک خوبی بھی نظر نہ آسکی لیکن اس سے مقام امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں کوئی فرق نہ آیا اور نہ آسکتا ہے

ما ضر شمس الضحیٰ بالافق طالعة ان لا یریٰ ضوء ھا من لیس ذا بصر

نصف النہار کے وقت سورج کی روشنی کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا، اگر کوئی کور چشم اسکو نہ دیکھ سکے۔

بہرحال صاحب ایمان مسلمان کے لئے مندرجہ حوالہ جات عمل کے لئے کافی سے بھی زیادہ ہیں اور ان حوالہ جات سے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت نکھر کر سامنے آگئی اور وہ اوصاف بھی اچھی طرح واضح ہو گئے جن کی بدولت انہوں نے دین اسلام کی خدمت کی اور یہ سب ان پر فیضان الٰہی تھا کہ ان کو ایسا علم عطا ہوا کہ جس کی وجہ سے بقول حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بقیہ امت ان کی عیال ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث، تفسیر، فقہ، علم کلام، قراۃ، نحو، صرف، عربیت وغیرہ میں ایسے نکات پیدا کئے کہ آج بھی دنیا محو حیرت ہے۔ مناظروں میں انہوں نے حریفوں کو انہیں کے الفاظ میں شکست دی۔ یہ سب کچھ عطیہ خداوندی اور فیضان الٰہی ہے جو حق سبحانہ تعالیٰ نے ان کی عملی زندگی اور بندگی سے خوش ہو کر ان پر نازل کیا۔

تمام مسلمانوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ چشم بینا دے کہ وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اچھی طرح دیکھ سکیں کیونکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اور اخلاقیات کا مطالعہ کرنے کے بعد ایک غیر جانبدار آدمی پر یہ بات روز روشن کی طرح کھل جاتی ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی علمی اور عملی دونوں زندگیاں عطیہ الٰہی کا بہترین نمونہ ہیں جنہوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اس نظر سے دیکھا وہ خود مقبول بارگاہ ہوئے اور جنہوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حسد و بغض کیا اور تنقید سے کام لیا، آج تاریخ عالم کے صفحات ان کے واقعات سے دوسروں کے لئے عبرت بنے ہوئے ہیں اور حق تو یہ ہے کہ آج امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک اور ان کے نام لیوا اسی فرش زمین پر کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں اور حاسدین و ناقدین کے قول و مسلک پر دس مسلمان بھی نماز پڑھنے والے شاید مشکل سے دستیاب ہو سکیں۔

واللہ اعلم بالصواب و عندی ھذا من الکتاب (ختم شد)

بقیہ: حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اور اتحاد بین المسلمین

۲۴: The Sufi Path (series) Book 7, Lahore

۲۵: غلام سرور رانا پروفیسر، اکابرین چشت، رضا اکیڈمی لاہور ۱۹۸۹ء

۲۶: وحید احمد مسعود، سوانح حیات حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، کراچی ۱۹۶۵ء

۲۷: روزنامہ "مشرق" لاہور ۷ فروری ۱۹۸۳ء

۲۸: روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۱۱ اکتوبر ۱۹۸۲ء، مسلمانوں میں اتحاد کی ضرورت، ظفر اللہ سندھو زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

۲۹: روزنامہ "نوائے وقت" لاہور، چار نکاتی فارمولا، مولانا عبد الستار نیازی ۷ فروری ۱۹۸۳ء

۳۰: مکتوب گرامی حضرت صاحبزادہ سید غلام السیدین، بنام جلالۃ الملک کنگ فہد بن عبد العزیز ریاض سعودی عربیہ ۲۴ فروری ۱۹۸۳ء

۳۱: Draft Constitution of Islamic Pakistan, Lahore 1971

پشاور میں جشن عید میلاد النبی ﷺ کی محافل

رپورٹ: سید محمد انور شاہ قادری
(لائبریرین گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول نمبر ا پشاور شہر)

اسی دن کے لئے تو بزم ہستی کو سنوارا تھا — یہی مقصود عالم تھا، یہی خالق کا پیارا تھا
یہ سب رعنائیاں تھیں اک وجود پاک کی خاطر — یہ نقش آرائیاں تھیں سید لولاک کی خاطر

قرآن مجید فرقان حمید سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا واجب ہے اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ پیارے محبوب شفیع المذنبین رحمت للعالمین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کائنات کی جان اور اللہ جل جلالہ و عم نوالہ و جل مجدہ کی سب سے بڑی نعمت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس نعمت عظمیٰ کی ولادت باسعادت کے موقع پر خوشی کا اظہار فرمایا اور جشن میلاد النبی ﷺ منایا۔ چنانچہ سیرت نبویہ ﷺ کی کتابیں گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر پیارے محبوب ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں عرب کی قحط سالی اور خشک سالی کو تر و تازگی عطا فرمائی۔ سرزمین عرب کو سرسبز و شاداب کر دیا، کھیتوں کو ہرا بھرا کر دیا اور درختوں کو پھلوں سے لاد دیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سال ولادت کی خوشی میں دنیا بھر کی ہر عورت کو نرینہ اولاد سے نوازا۔ مشرق و مغرب کو روشن کر دیا گیا، بزم کون و مکاں کو سجایا گیا۔ مشرق و مغرب اور بیت اللہ شریف پر جھنڈے لہرائے گئے۔ حضور پاک ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا کو جنتی مشروب پلایا گیا۔ حوریں، فرشتے اور پرندے جلوس کی شکل میں حضور ﷺ کے دیدار کے لئے تشریف لائے اور ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔

الغرض اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اپنے پیارے محبوب ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر جشن کا اہتمام امت محمدیہ ﷺ کے لئے سنت الٰہیہ اور لمحہ فکریہ ہے۔ علاوہ ازیں یہ بنی نوع انسان کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کا پیغام بھی ہے۔ چنانچہ سیرت کی کتابوں میں آیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

"اے میرے فرزند ارجمند! تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو گے۔ یقین محکم کے ساتھ تقویٰ اختیار کرو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ساتھ محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کیا کرو کیونکہ جنت کے ہر محل، ہر بالاخانے، ہر برآمدے، ہر ستون، ہر درخت اور اس کے پتوں پر نام محمد ﷺ لکھا ہوا ہے حتیٰ کہ حوروں کے سینوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں میں یہ نام محمد ﷺ نقش ہے اور فرشتے ہر وقت آپ ﷺ کا ذکر خیر کرتے رہتے ہیں لہٰذا اے میرے بیٹے تم بھی کثرت سے آپ ﷺ کا ذکر مبارک کیا کرو"۔(ذکر جمیل از علامہ شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ)

درحقیقت حضرت آدم علیہ السلام کی یہ نصیحت بالواسطہ طور پر تمام بنی آدم کے لئے ہے اور فرماں بردار اولاد ہر دور میں اپنے بابا آدم علیہ السلام کی اس نصیحت پر عمل پیرا ہی بلکہ تا قیامت اس پر عمل درآمد کرتی رہے گی۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں ذکر رسول ﷺ کی محافل سجائی جاتی ہیں اور ماہ ربیع الاول شریف میں عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ایسی نورانی وروحانی محافل کا خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے۔ دنیا کے دیگر خطوں کی طرح پشاور شہر میں بھی نہایت ہی عقیدت واحترام سے جشن عید میلاد النبی ﷺ منایا جاتا ہے۔

یہاں باقاعدہ اور منظم طور پر اس کار خیر کا آغاز مدیر اعلیٰ "الحسن" مولانا سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی مدظلہ العالی المعروف قبلہ مولوی جی نے فرمایا اور آپ کی سرپرستی میں "مجلس میلاد النبی پشاور" کے زیر اہتمام پشاور میں جشن عید میلاد النبی ﷺ کی تقریبات منعقد ہوتی تھیں اور جلوس بھی نکالا جاتا تھا۔ پھر آغا سید ظفر علی شاہ صاحب نے "ادارہ تبلیغ اسلام" کے پلیٹ فارم سے یہ مقدس فریضہ انجام دینا شروع کیا تو قبلہ مولوی جی صاحب نے "مجلس میلاد النبی پشاور" کو ختم کر کے "ادارہ تبلیغ الاسلام" سے تعاون شروع کر دیا اور تاحال یہ سلسلہ جاری ہے۔

چنانچہ حسب معمول اس سال بھی "ادارہ تبلیغ الاسلام" پشاور کے زیر اہتمام جشن عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر چودہ روزہ پروگرام ترتیب دیا گیا تھا جس کے مطابق یکم ربیع الاول سے چودہ ربیع الاول شریف تک چوک ہشت نگری، چوک کریم پورہ، بازار کلاں، چوک کوہاٹی، چوک سرکی، چوک نوتھیہ، چوک یکہ توت، چوک سبزی منڈی، چوک ناصر خان، چوک قصہ خوانی، چوک گھنٹہ گھر، جامع مسجد مدینہ گلبہار نمبر ۲ پشاور اور چوک غلہ منڈی پشاور صدر میں عظیم الشان جلسے منعقد ہوئے جن سے ملک

بھر کے چوٹی کے علماء نے خطاب فرمایا اور نعت خوانوں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں گلہائے عقیدت پیش کئے جبکہ بارہ ربیع الاول شریف کو ایک عظیم الشان جلوس نکالا گیا۔

علاوہ ازیں پشاور اور مضافات میں قائم کئی دیگر تنظیموں اور افراد نے بھی انفرادی طور پر گھر گھر، گلی گلی اور کوچہ کوچہ میلاد النبی ﷺ کی مجالس کا انعقاد کیا جن میں "ادارہ منہاج القرآن پشاور"، "بزم ثناء رسول ﷺ پشاور"، "بزم میلاد مصطفیٰ ﷺ پشاور" اور "انجمن محبان اولیاء" وڈپگہ پشاور نمایاں ہیں۔ آخر الذکر تینوں تنظیمیں مدیر اعلیٰ "الحسن" کی سرپرستی میں دینی اور روحانی خدمات انجام دے رہی ہیں۔

"بزم ثناء رسول ﷺ پشاور" نے ۸ اور ۹ ربیع الاول کو دو روزہ کل پاکستان محفل نعت کا اہتمام کیا تھا۔ ان کی پہلی محفل ایشیاء کی خوبصورت ترین مسجد "جامع مسجد الزرغونی" حیات آباد میں حضرت شیخ المشائخ شیخ گل صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین لنڈی کوتل خیبر ایجنسی کی صدارت میں ہوئی جبکہ دوسری محفل نعت شہزادہ گیلانیہ نور چشم قبلہ مولوی جی صاحب جناب سید نور الحسنین قادری گیلانی کی صدارت میں بمقام چوک یکہ توت منعقد ہوئی۔ اس موقع پر پاکستان بھر کے مایہ ناز نعت خوانوں جناب قاری وحید ظفر قاسمی کراچی، محمد ارشد اعظم کراچی، خالد حسنین چکوال، محمد عظیم فریدی گوجرانوالہ، محمد رمضان انجم لاہور، حافظ وسیم لاہور اور ارباب ظفر اللہ پشاور نے حضور سرور کون و مکاں ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں گلہائے عقیدت پیش کئے۔

گلبہار پشاور میں "بزم میلاد مصطفیٰ ﷺ" نے بارگاہ محبوب رب العالمین میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے نو روزہ پروگرام مرتب کیا تھا اور ملک بھر سے جلیل القدر علماء و مشائخ کو دعوت دی گئی تھی جنہوں نے ان محافل کو رونق بخشتے ہوئے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق ذکر رسول ﷺ کا مقدس فریضہ ادا کیا اور سامعین کے قلوب کو گرمایا۔

اسی طرح "انجمن محبان اولیاء" وڈپگہ پشاور گذشتہ بائیس سال سے جشن عید میلاد النبی ﷺ مناتی چلی آرہی ہے۔ سالہائے گذشتہ کی طرح اس مرتبہ بھی "انجمن محبان اولیاء" کے نو روزہ پروگرام کے مطابق گاؤں کے مختلف حجروں اور مساجد میں محافل میلاد منائی گئیں۔ اس سلسلہ میں چار ربیع الاول شریف سے بارہ ربیع الاول شریف تک حجرہ ملک سید محمد میر احمد شاہ صاحب، حجرہ ڈاکٹر سید

شیدا حسین بخاری، حجرہ حاجی سید امداد علی شاہ بخاری، حجرہ حاجی عباس علی خان، حجرہ ماسٹر منفعت خان، حجرہ حاجی گل خان، جامع مسجد غوثیہ وڈپجہ اور خانقاہ عالیہ حضرت قطب الاقطاب سید فتح محمد شاہ بخاری المعروف غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ میں عظیم الشان جلسے منعقد ہوئے جن میں بصیرت افروز تقاریر ہوئیں اور بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہدیہ نعت اور درود و سلام کے نذرانے پیش کئے جاتے رہے۔ جبکہ بارہ ربیع الاول شریف کو بعد نماز عصر ایک عظیم الشان جلوس حجرہ آغہ سید مقدر شاہ صاحب مرحوم سے نکلا جس میں اہلیان وڈپجہ کے علاوہ آس پاس کے دیہات سے بھی کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے۔

اس موقع پر اہالیان وڈپجہ نے اپنی روایت کے مطابق حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ والہانہ عقیدت و محبت کا ایمان افروز مظاہرہ کیا۔ جلوس کی تمام گزرگاہ کو خوبصورت محرابوں، رنگ برنگی جھنڈیوں، خوشنما رنگین کپڑوں اور سبزے سے سجایا گیا تھا۔ جگہ جگہ ٹھنڈے میٹھے مشروبات سے لوگوں کی تواضع کی جارہی تھی، جلوس پر عرق گلاب چھڑکنے کے علاوہ گل پاشی بھی کی جارہی تھی۔ بچے، بوڑھے اور جوان ٹولیوں کی شکل میں ذکر الٰہی، قرآن خوانی، نعت خوانی اور درود و سلام کے نذرانے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں پیش کرتے اور نعرے (نعرہ تکبیر اللہ اکبر، نعرہ رسالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، نعرہ حیدری یا علی، نعرہ غوثیہ یا غوث اعظم، نعرہ پیر یادستگیر اور جشن عید میلاد النبی زندہ باد وغیرہ) لگاتے ہوئے سابقہ راستوں سے ہوتے ہوئے حضرت قطب الاقطاب سید فتح محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُرانوار پر پہنچے اور وہاں پھولوں کی چادریں چڑھانے کے بعد اجتماعی دعا کی گئی اور نماز مغرب کے بعد یہاں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا اور ہدیہ نعت پیش کرنے کے بعد حضرت علامہ سید حکیم شاہ صاحب بخاری قادری خطیب وڈپجہ نے اپنے شعلہ بیان خطاب میں سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و رفعت بیان کی، ان تمام حضرات اور اداروں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے "انجمن محبان اولیاء" کے ساتھ اس موقع پر تعاون کیا پھر درود و سلام اور دعا کے بعد لنگر نبویہ کی تقسیم شروع ہوئی جو آغہ سید بشارت علی شاہ بخاری اور ان کے ساتھیوں نے تیار کیا تھا۔

یہاں سے فارغ ہونے کے بعد "انجمن محبان اولیاء" کے نوجوان اراکین پشاور پہنچ کر "ادارہ تبلیغ الاسلام" کے زیر اہتمام نکلنے والے جلوس میں شامل ہوئے اور وہاں پر عشاق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شایان شان طریقہ سے منانے کے لئے جو اہتمام و انتظام کر رکھے تھے وہ

اپنی مثال آپ تھے۔ یہ جلوس میلاد چوک نیو گیٹ پشاور سے ہو کر چوک ہشت نگری، چوک شادی پیر، کریم پورہ، گھنٹہ گھر، چوک یادگار، چوک ابریشم گراں، بازار بزازاں سے ہوتا ہوا قصہ خوانی پہنچ کر اختتام پذیر ہوا اور آخر میں حضرت مولانا سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی مدظلہ العالی نے نہایت ہی عاجزانہ ، درد بھرے اور اثر انگیز انداز میں اجتماعی دعا فرمائی جس سے تمام مجمع پر ایک روح پرور کیفیت طاری ہو گئی اور حاضرین کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور جب قبلہ مولوی جی نے اپنی دعا میں یہ کلمات ارشاد فرمائے کہ "آج اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہل پشاور کے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے اور ان سے مصائب ٹال دیئے" تو شمع رسالت کے پروانوں کو سکون اور اطمینان آگیا، ان کے حوصلے بلند ہو گئے اور پیارے محبوب ﷺ کی محبت ان کے قلوب میں مزید مستحکم ہو گئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ذکر رسول ﷺ سے رب العالمین کی رحمتوں کے در کھل جاتے ہیں لیکن اہل فکر و نظر خوب جانتے ہیں کہ قبلہ مولوی جی کا مذکورہ بالا ارشاد علم الیقین کے ساتھ ساتھ عین الیقین اور حق الیقین کی صداقتوں سے لبریز ہے اور یہ حقیقت بھی محتاج بیان نہیں کہ کافر کو کسی نیکی کا اجر نہیں ملتا لیکن رحمت للعالمین ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی منانے والے کافر ابولہب کے عمل کو اللہ تعالیٰ نے ضائع نہیں کیا بلکہ اسے اجر مرحمت فرمایا تو مومنوں کو یقیناً اللہ تعالیٰ جشن عید میلاد النبی ﷺ منانے کا ثواب عطا فرمائے گا اور ان پر اپنی بخشش و عنایت کے دروازے ضرور کھول دے گا۔ ان شاء اللہ۔

کُل اختیار آپ کو اللہ نے دیئے قدرت کے کاروبار کے مختار آپ ہیں
پھر کیوں نہ عاصیوں پہ ہوں خالق کی نعمتیں جب عاصیوں کے مونس و غم خوار آپ ہیں

تاجدارِ اولیاء کا نام لو

حضرت علامہ پیر سید خضر حسین شاہ صاحب چشتی

آبروئے اولیاء و اصفیاء کا نام لو غوثِ اعظم تاجدار اولیاء کا نام لو
پیش آ جائے اگر مشکل تو ایسے وقت میں شاہ جیلاں، پرتو مشکل کشا کا نام لو
گر تمہاری کشتی آ جائے بھنور کے درمیاں خضر راہ منزل اہل وفا کا نام لو

تبصرہ کتب:

"داتائے سرحد حضرت شیخ جنید پشاوری رحمتہ اللہ تعالیٰ"

علاؤالدین عدیم

درگاہ عالیہ قادریہ جنیدیہ شیخ آباد پشاور کے سجادہ نشین جناب محمد سلیم اقبال جنیدی کی تالیف بہ عنوان "داتائے سرحد شیخ جنید پشاوری رحمتہ اللہ علیہ" اس وقت پیش نظر ہے۔ اس سلسلہ میں اولیت کا سہرا تو بلاشبہ حضرت سید مولانا محمد امیر شاہ قادری گیلانی مدظلہ العالی ہی کے سر ہے جنہوں نے قریباً ۳۵-۳۶ سال پیشتر ہی "تذکرہ علماء و مشائخ سرحد" لکھ کر اولیاء عظام پشاور و صوبہ سرحد کے بارے میں علمی تحقیق و تفحص اور ان کے حالات و سوانح کو ضبط تحریر میں لانے کی روایت حسنہ کی نیو ڈالی۔ عبدالحلیم اثر افغانی کی "روحانی ترون" اور پنجاب کے ایک محقق کی "اولیاء سرحد" بعد کی تالیفات ہیں جبکہ موخرالذکر کے بارے میں عام رائے یہ بھی تھی کہ واقعاتی اغلاط سے مبرا نہیں۔

مکتبہ الحسن پشاور کی طرف سے جو تذکرہ شائع ہوا اس میں منجملہ دیگر علماء و مشائخ سرحد کے حضرت شیخ جنید پشاوری بحر معانی جنید ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر بھی اختصار کے ساتھ شامل تھا۔ یہ امر قابل تحسین ہے کہ اب آپ رحمتہ اللہ علیہ ہی کے خانوادہ کے ایک فرد کو یہ توفیق ارزانی ہوئی کہ داتائے سرحد کے نام سے ایک علیحدہ کتاب منصۂ شہود پر آچکی ہے۔ مضبوط خوبصورت جلد کے ساتھ یہ کتاب مزار پر انوار کی رنگین تصاویر سے بھی مزین ہے۔ مزار پاک کی قدیم اور موجودہ حالت کی تصاویر کے علاوہ اس میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد گرامی حضرت شیخ احمد ملتانی قدس سرہ العزیز کے مرقد مبارک جو ملتان میں ہے کا ایک عکس بھی دیا گیا ہے۔

بیرون گنج جبکہ ابھی شہر پشاور کی آبادی فصیل کے دروازوں سے باہر بے ہنگم طور پر نہیں پھیلی تھی حضرت شیخ جنید رحمتہ اللہ علیہ کا مزار پاک اور مسجد الگ تھلگ کھیتوں اور باغات کے درمیان تھا جہاں بچپن میں والدین کے ہمراہ کبھی کبھار جانا ہوا کرتا تھا۔ بلکہ ایک مرتبہ برادر بزرگ حافظ نور محمد کے ہمراہ ماہ رمضان کی ستائیسویں شب ختم قرآن اور تراویح میں شرکت کا موقع بھی ملا تھا جہاں ایک یا دو راتوں میں پورے قرآن مجید کا ختم تراویح میں ہوا کرتا تھا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ چند سال پیشتر مرشد گرامی

حضرت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر محمد عطاء اللہ خان نے درگاہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ پر تشریف لے جانے کی خواہش کا اظہار فرمایا تو دو دوسرے رفقاء سمیت میں بھی اس موقع پر موجود تھا۔ آپ کافی دیر مزار پاک پر ٹھہرے رہے اور رخصت ہونے سے پیشتر آپ نے جالی کے ساتھ لٹکے ہوئے فریم شدہ شجرہ شریف کو بڑے غور سے ملاحظہ فرمایا تھا۔ بعد میں ہمیں حکم دیا کہ شجرہ شریف کو نقل کر کے اس کی کاپی انہیں پیش کر دی جائے جس کی تعمیل کر دی گئی تھی۔

کتاب "دانائے سرحد" ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کے شروع میں پیش لفظ، مقدمہ اور دیباچہ کے علاوہ اس کی ترتیب اس طرح رکھی گئی ہے کہ صفحہ ۳۲ پر جو شجرۂ مبارکہ قادریہ جنیدیہ دیا گیا ہے اسی کے مطابق ختم الرسل رحمت للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع کر کے سیدنا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور حضرات مشائخ تا آنکہ شہباز لامکانی سیدنا و مرشدنا حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعد یہ سلسلہ در سلسلہ حضرت شیخ احمد ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ جنید پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر احوال اور اس کے بعد سلسلہ قادریہ زاہدیہ جنیدیہ کے بزرگان کرام رحمہم اللہ کے حالات دیئے گئے ہیں۔ حضرت شیخ جنید پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کے سوانحی حالات مفصل طور پر دینے کی ضرورت تھی کہ کتاب کا اصل موضوع یہی تھا مگر پڑھنے والوں کو اس سلسلہ میں تشنگی محسوس ہوتی ہے۔

کتاب میں اردو فارسی اشعار کا استعمال بکثرت ملتا ہے۔ بعض مقامات پر تحریروں میں بے ربطی کا احساس دامن گیر رہتا ہے۔ شاید تدوین و ترتیب میں عجلت سے کام لیا گیا اور کمپوزنگ سے پہلے مسودات پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ سہ رنگہ سرورق کے ساتھ کمپیوٹر کمپوزنگ نے کتاب کے صوری حسن میں اضافہ کیا ہے اور پروف کی غلطیاں قریبانہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس سب کے باوجود مؤلف کی سعیٔ مشکور قابل داد ہے کہ وہ اس موضوع پر مکمل کتاب پیش کر سکے جس کی دینی، علمی و صوفیانہ حلقوں میں پذیرائی ہونی چاہئے۔